کوروناوائرس

Coronavirus (COVID-19)
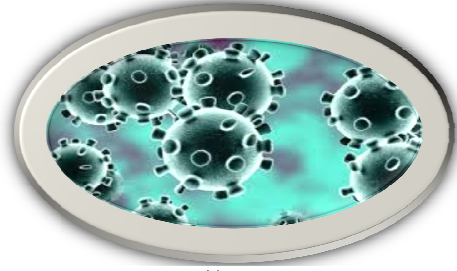
ایک تجزیاتی مطالعہ

جمع وترتیب:

عبد السلام بن صلاح الدین مدنی

مراجعہ:

فضیلۃ الشیخ محمد اشفاق السلفی المدنی

(استاذ حدیث دار العلوم احمدیہ سلفیہ، در بھنگہ بہار، الہند)

ناشر

دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد وتوعیۃ الجالیات، میسان، طائف، سعودی عرب

Email :smadani80@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”پسارے پاؤں جب کورونا نے“

الحمد لله رب العالمين، و العاقبة للمتقين، والصلاة و السلام على أشرف الأنبياء و المرسلين و بعد:

ماہِ دسمبر ۲۰۱۹ء میں کرونا جی نے چین میں جب دستک دی تھی تب کسی نے یہ سوچا بھی نہیں ہوگا کہ اس کا اثر اس قدر شدید ہوگا کہ دنیا کے سپر پاور ممالک بھی بے بس نظر آئیں گے، دنیا یک لخت تھم سی جائے گی، ائیر پورٹ تک بند ہو جائیں گے، ہوائی پروازیں رک سی جائیں گی، عبادت گاہیں متاثر ہو جائیں گی، تعلیم گاہیں بھی معطل کر دی جائیں گی، حیاتِ زندگانی یکسر بے مزہ ہو جائے گی، دنیا کے بسنے والے سارے افراد یک دم رک سے جائیں گے اور جہاں بھی جائیں گے خوف و ہراس لئے پھریں گے 'اندازہ کیجئے کہ آنکھوں میں نہ دکھنے والا وائرس کس طرح پوری دنیا کو بے بس کر گیا، کس انداز سے اقتصادی حالت ٹھپ سی ہو گئی، اور چند ایام ہی میں اربوں کھربوں کا نقصان ہو گیا' یقینا یہ اللہ تعالی کے عظیم اور سب سے قوی ہونے کی بین دلیل اور واضح برہان ہے 'جی ہاں! اس کے لشکر بے حد و حساب ہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ﴾ (المدثر:٣١) ”اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا“

نیز فرمایا: ﴿ وَلِلَّهِ جُنُودُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴾ (الفتح:۷)"اور اللہ ہی کی ملک ہیں آسمانوں اور زمین کے سب لشکر، اور اللہ عزت و حکمت والا ہے" انھیں جہاں چاہتا ہے، جیسے چاہتا ہے، اور جس پر چاہتا ہے مسلط کرتا ہے، اس پر کسی کا حکم نہیں چلتا اور نہ ہی بس۔

کیا کبھی آپ نے سوچا کہ دیکھتے ہی دیکھتے کیا غریب کیا امیر؟ کیا شاہ کیا وزیر؟ کیا حاکم کیا محکوم؟ سب کو اس نے اپنے لپیٹ میں لے لیا، جہاں دیکھئے، جس کو دیکھئے سب اسی کو اپنا موضوعِ بحث بنائے ہوئے ہیں، اور اللہ تعالی سے ازالۂ کرب و بلا کے لئے رطب اللسان ہیں، اب تک دنیا کے ۱۱۷ سے زائد ممالک اس لپیٹ میں آچکے ہیں، ۵۴۳۶(پانچ ہزار چار سو چھتیس)سے زیادہ جانیں اب تک جاچکی ہیں اور (۱۴۵۸۱۰)(ایک لاکھ پینتالیس ہزار آٹھ سو دس) سے زیادہ افراد متاثر ہیں، مگر تھمنے کا نام نہیں۔

معلوم ہونا چاہئے کہ مستوی بر عرش رب کریم کے سامنے کسی کی نہیں چلتی ہے، وہ ہر چیز پر قادرِ مطلق ہے، انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی جبینِ نیاز کو اسی کے آگے جھکائے، اسی سے مانگے، اسی کی عبادت کرے، امید و بیم کی ساری گرہیں اسی سے باندھے اسی کی مرضیات پر چلنے کی کوشش کرے اور اپنی زندگی میں اصلاح کرے۔ بلاشبہ یہ کورونا اللہ کا عذاب ہے، اس معمولی اور چھوٹے سے وائرس نے پورے عالم اور اس کے جملہ باشندگان کو بتادیا ہے کہ تمہاری حیثیت ایک غلام اور مملوک کی سی ہے 'تم بے بس، لاچار، کمزور اور حقیر ہو، تمھیں نہ اپنی سلطنت پر غرور کرنا چاہئے نہ اپنی طاقت

وسطوت پر، نہ اپنی دانشمندی پر اترانا چاہئے نہ اپنے مال و دولت پر، کبریائی، بڑائی، عظمت وسلطنت سب اللہ کے لئے ہیں، یہ وائرس گویا کہ ایک "**وارننگ**" ہے، تاکہ ہم خوابِ غفلت سے بیدار ہوں، تکاسلی کی دبیز چادر نکال پھینک کر اللہ کی طرف انابت ورجوع سے سرشار ہوکر توبہ واستغفار کا دروازہ کھٹکھٹائیں، اپنی معاصی اور خطاکاریوں پر ندامت کے آنسو بہاکر اللہ سے اپنا مضبوط رشتہ قائم کریں اور اپنی خامیوں اور خرابیوں کی اصلاح کی بھرپور کوشش کریں۔

کورونا کیا ہے؟اس سے بچاؤ کے کیا طریقے ہیں؟اوراسلامی تعلیمات اس حوالے سے کیا کہتی ہیں؟اس کتابچہ میں انہی جیسے امور پر انتہائی اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے،اور حتی الوسع اس تعلق سے ضروری گوشوں پر گفتگو کی کوشش کی گئی ہے، اس باب میں کہاں تک کامیابی نے قدم بوسی کی ہے، قارئین کی آراء پر منحصر ہے، تاہم اس بات کی بھرپور سعی کی گئی ہے کہ اس باب میں کوئی گوشہ تشنہ نہ چھوٹنے پائے، والکمال للہ وحدہ سبحانہ۔

بڑی ناشکری ہوگی اگر فضیلۃ الشیخ محمد اشفاق السلفی المدنی (استاذِ حدیث دار العلوم احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ بہار، الہند) کا شکریہ ادانہ کروں، جنہوں نے اس کتابچہ کا نہ صرف مراجعہ فرمایا، بلکہ حوصلہ افزائی فرمائی، اس کوشش کو سراہا، بعض مسامحات کی طرف نشاندہی کی، اور دعائیہ کلمات سے نوازا، نیز خصوصی شکریے کے مستحق ہیں (میرے بھانجے)عزیزم ہلال الدین ریاضی -وفقہ اللہ -کا جنہوں نے اپنی کثرت مشغولیات کے باوجود کتاب کے نوک پلک درست کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت

نہیں کیا فجزاهما الله خيرَ ما يجازي به عباده الصالحين و بارك في علمهما و تقبل مساعيهما في خدمة الإسلام والمسلمين و جعلها في ميزان حسناته يوم لا ينفع مالٌ و لا بنون إلا من أتى الله بقلبٍ سليمٍ.

اللہ کریم کی بارگاہِ لم یزل ولایزال میں انتہائی تضرع وابتہال کے ساتھ دعا ہے کہ وہ ہمارے حالِ زار پر رحم فرمائے ظہر قسم کی آفات و بلیلات سے محفوظ رکھے 'ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل کی توفیق بخشے 'اور تاحینِ حیات اسلام پر قائم ودائم رکھے، آمین یارب العالمین ۔

دعاؤں کا طالب:
عبد السلام بن صلاح الدین مدنی
Email:smadani80@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلاة والسلام على أشرف الأنبياء و المرسلين أما بعد:

مسرت وکلفت،خوش حالی وبدحالی،آسانی و پریشانی،خوشی وغم وزندگی کاحصہ اور لازمہ ہیں،اس کے بغیر زندگی کے پہیے نہیں چل سکتے ہیں،اس کائناتِ رنگ وبومیں ہرانسان ان دونوں قسم کے حالات سے دوچار ہوتا ہےاورہمیشہ اس طرح کےاحوال وظروف کا سامنا ہوتارہتاہے،ایک فردِ بشر کی خصوصیت اورامتیازیہ بھی ہونا چاہئے کہ اپنے آپ کو اس طرح کے حالات سے نبرد آزماہونے کے لیےتیار کرے،بالخصوص ایک مردِمسلم اس طرح کےحالات سے قطعی طور پرنہ گھبرائے،پریشان ہوکرجزع فزع نہ کرےاورہمیشہ رضائے الہی اور قضائے ربانی پرایمانِ کامل رکھے۔

آج نسلِ انسانی پر آشوب حالات سے گزر رہی ہے،طرح طرح کے نت نئے امراض واوجاع،وباؤں،بلاؤں،دقتوں،مشکلات اور بیماریوں میں ملوث ہے، ۱۹۸۰ء کی دہائی کاایچ آئی وی/ایڈز بحران بن مانسوں سے پھیلا،۲۰۰۳ء میں سانس کی شدید تکلیف پیداکرنےوالا وائرس سارس(SARS)،۲۰۰۴ء سے ۲۰۰۷ء کے دوران ایوینٗ فلو،برڈ فلو،جو پرندوں سے پھیلا،جب کہ ۲۰۰۹ء میں

سور کی وجہ سے (سوائن فلو) کی وبا پھیلی، ۲۰۱۴ء میں ایبولا (Ebola)، ۲۰۱۶ء میں زکا وائرس(ZIKA)، اور ۲۰۱۸ء میں نپاہ (Nipah) وائرس پھیلا، اور بڑی ساری افواہیں پھیلائی گئیں، اور اس کے خوب خوب چرچے ہوئے، یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان ہمیشہ سے ہی جانوروں کی وجہ سے بیمار پڑتے رہے ہیں۔ایک صدی قبل ہسپانوی فلو کی وبا نے تقریباً نصف ارب لوگوں کو متاثر کیا جب کہ دنیا بھر میں تقریباً پانچ سے دس کروڑ لوگ اس سے متاثر ہوئے۔ درحقیقت زیادہ تر نئے **انفیکشن** جنگلی حیات سے ہی آتے ہیں، یہ اور اس طرح کے نت نئے امراض کا تصور ہمارے پرکھوں کی زندگی میں دور دور تک نہیں تھا، ان کی زندگیاں پر امن تھیں، ان کے حالات انتہائی ہشاش بشاش تھے اور وہ خود بھی پر مسرت زندگی گزارتے تھے۔لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان امور کا جائزہ لیں کہ آخر یہ وبائیں کیوں آتی ہیں:

وباؤں کے اسباب و علل پر ایک نظر:

اس دانۂ خاک گیتی میں ابتلاء وآزمائش اللہ کا طریقہ کار رہا ہے اور اپنے بندوں کو مختلف طریقوں سے آزماتا رہا ہے، انبیاء، اولیاء، صالحین، بزرگانِ دین، علمائے عظام، فقہائے اسلام اور امامانِ متبوعین آزمائے گئے، انھیں ابتلا و محن میں مبتلا کیا گیا، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَنَبۡلُوكُم بِٱلشَّرِّ وَٱلۡخَيۡرِ فِتۡنَةٗۖ وَإِلَيۡنَا تُرۡجَعُونَ ﴾ [الأنبياء: ٣٥] ”ہم بطریقِ امتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں اور ہمارے طرف لوٹائے جائیں گے“ یعنی کبھی مصائب و آلام سے دو چار کر کے

اور کبھی دنیا کے وسائلِ فراواں سے بہرہ ور کر کے کبھی صحت و فراخی کے ذریعہ اور کبھی تنگی و بیماری کے ذریعے ، کبھی تونگری دے کر اور کبھی فقر و فاقہ میں مبتلا کر کے ہم آزماتے ہیں، تا کہ ہم دیکھیں کہ شکر گزاری کون کرتا ہے اور ناشکری کون؟ صبر کون کرتا ہے اور ناصبری کون ؟(تفسیر احسن البیان، ص:۸۹۱) حافظ ابن کثیر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں: ”ہم تمھیں برائی اور بھلائی میں مبتلا کر کے آزماتے ہیں، سختی اور آسانی، صحت اور بیماری، مالداری اور محتاجگی، حلال اور حرام، اطاعت و معصیت کاری اور ہدایت و گمراہی کے ذریعے سے آزماتے ہیں“ (تفسیر ابن کثیر تفسیر آیتِ مذکورہ) نیز اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ ٱلْمُجَٰهِدِينَ مِنكُمْ وَٱلصَّٰبِرِينَ وَنَبْلُوَا۟ أَخْبَارَكُمْ﴾ [محمد: ۳۱] ”یقیناً ہم تمھارا امتحان کریں گے تا کہ تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو ظاہر کر دیں اور ہم تمھاری حالتوں کی بھی جانچ کرلیں“۔ نیز فرمانِ باری ہے: ﴿أَحَسِبَ ٱلنَّاسُ أَن يُتْرَكُوٓا۟ أَن يَقُولُوٓا۟ ءَامَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝٢ وَلَقَدْ فَتَنَّا ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ صَدَقُوا۟ وَلَيَعْلَمَنَّ ٱلْكَٰذِبِينَ﴾ [العنکبوت: ۲ – ۳] ”کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انھیں بغیر آزمائے ہوئے چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا، یقیناً اللہ تعالی انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انھیں بھی معلوم کرلے گا جو جھوٹے ہیں“۔

بلاؤں میں کون اور کیوں آزمایا جاتا ہے؟

(ا) اللہ تعالی اپنے ان نیک طینت،صالح بخت اور کامل ترین بندوں کو آزماتا ہے،جن کے ایمان مضبوط اور قوی ہوا کرتے ہیں،تاکہ ان کے ایمان کی پختگی کااندازہ ہو سکےاور جوبندہ جس قدر اپنے دین میں پختہ'مضبوط اور قوی ہوتا ہے،اس کی آزمائش بھی اتنی ہی شدید ہوتی ہے،جیسا کہ نبیؐ کریم ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ عِظَمَ الجَزَاء مَعَ عِظَمِ الْبَلَاء، وَإِنَّ اللهَ تَعَالىٰ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا اِبْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَه الرِّضٰى، وَمَنْ سَخِطَ فَلَه السُّخْطُ» (ترمذی رقم:۱۹۵۴) "نیز حضرت مصعب بن سعد اپنے والد سعد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نبیؐ کریم ﷺ سے پوچھا: «أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً ؟، قَالَ: (الأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الأَمْثَلُ فَالأَمْثَلُ ، فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ ، فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ ، فَمَا يَبْرَحُ البَلَاءُ بِالعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ». (مسند احمد رقم: ۱۴۹۴:ترمذی رقم: ۳۲۸۹'السلسلۃ الصحیحۃ رقم:۱۴۳) "حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگوں میں سب سے سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انبیاءِ کرام (علیہم الصلاۃ والسلام) کی، پھر درجہ بدرجہ جو اُن سے زیادہ قریب ہوتا ہے، چناں چہ آدمی کو

اپنی دینی حالت کے مطابق آزمایا جاتا ہے، سو اگر اس کا ایمان مضبوط ہو تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے، اور اگر اس کے دین میں کمزوری ہو تو اپنی دینی حالت کے بقدر آزمایا جاتا ہے، بہر حال آزمائش بندہ مؤمن کے ساتھ لگی رہتی ہے یہاں تک کہ اسے اس حال میں کر چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا"۔

(۲) ایسی بلائیں اور امراض اس وقت اللہ کریم انسانی زندگی میں نازل کرتا ہے جب انسانی معاشرہ میں فحش کاریاں، بے حیائیاں، بدمعاشیاں، معصیتیں اور خامیاں خرابیاں اپنے اوجِ ستم اور عروجِ کمال پر ہوتی ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ أَصَٰبَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ أَيۡدِيكُمۡ وَيَعۡفُواْ عَن كَثِيرٍ﴾ [الشورى: ٣٠]

"تمھیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمھارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے، اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: «يعجل للمؤمنين عقوبتهم بذنوبهم ولا يؤاخذون بها في الآخرة» (تفسیر طبری ۱۱/۱۵۱، رقم:۳۰۷۰۶) "اللہ مومنوں کے لئے ان کے گناہوں کی سزا مقدم کر دیتا ہے (یعنی دنیا ہی میں دے دیتا ہے) اور آخرت میں ان سے کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا"۔

نیز فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «يا مَعْشَرَ المهاجرينَ! خِصالٌ خَمْسٌ إذا ابتُلِيتُمْ بهِنَّ، وأعوذُ باللهِ أن تُدْرِكُوهُنَّ: لم تَظْهَرِ الفاحشةُ في قومٍ قَطُّ؛ حتى يُعْلِنُوا بها؛ إلا فَشَا فيهِمُ الطاعونُ والأوجاعُ التي

لم تَكُنْ مَضَتْ في أسلافِهِم الذين مَضَوْا، ولم يَنْقُصُوا المِكْيالَ والميزانَ إلَّا أُخِذُوا بالسِّنِينَ وشِدَّةِ المُؤْنَةِ، وجَوْرِ السلطانِ عليهم، ولم يَمْنَعُوا زكاةَ أموالِهِم إلا مُنِعُوا القَطْرَ من السماءِ، ولولا البهائمُ لم يُمْطَرُوا، ولم يَنْقُضُوا عهدَ اللهِ وعهدَ رسولِه إلا سَلَّطَ اللهُ عليهم عَدُوَّهم من غيرِهم ، فأَخَذوا بعضَ ما كان في أَيْدِيهِم، وما لم تَحْكُمْ أئمتُهم بكتابِ اللهِ عَزَّ وجَلَّ ويَتَخَيَّرُوا فيما أَنْزَلَ اللهُ إلا جعل اللهُ بأسَهم بينَهم» (سنن ابن ماجہ رقم: ۴۰۱۹، معجم الأوسط للطبرانی رقم:۴۶۷۱، مستدرک الحاکم رقم:۸۷۲۳، علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح الجامع رقم:۷۹۷۸) ”اے مہاجرین کی جماعت! پانچ خصلتیں ایسی ہیں اگر تم ان میں ملوث ہو گئے (تو انتہائی خطرناک ہو گا) اور میں ان میں پڑنے سے اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں، جب بھی کسی قوم میں اعلانیہ فحاشی ہونے لگتی ہے، تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں، جن کا تصور بھی گزشتہ زمانوں میں نہیں تھا اور جب بھی لوگ ناپ تول میں کمی بیشی کرنے لگتے ہیں تو قحط سالی، محتاجگی اور بادشاہ کے ظلم سے انھیں دوچار کر دیا جاتا ہے اور جب جب لوگ زکاۃ دینے سے بھاگتے ہیں تو ان سے بارش روک لی جاتی ہے، اگر چوپایے نہ ہوتے تو بارش نہ ہوتی اور جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے وعدے سے لوگ پھر جاتے ہیں تو ان کے علاوہ میں سے دشمن ان پر مسلط کر دیا جاتا ہے تو ان سے سب کچھ لے لیا جاتا ہے، جو ان کے پاس ہوتا ہے اور جب بھی لوگ (ان کے ائمہ) اللہ کے منزل من اللہ کے فیصلے سے راضی نہیں ہوں گے، ان کو اپنا فیصل تسلیم نہیں کریں گے اور اللہ کے نازل کردہ شریعت

سے راضی نہیں ہوں گے تو ان میں آپس ہی میں لڑائی شروع ہو جائے گی (آپسی خانہ جنگی پیدا ہو جائے گی)

(۳) گناہوں کے کفارے کے لئے بھی اللہ تعالی اس طرح کی وبائیں اللہ تعالی بھیجتا ہے، تاکہ وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جائیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «ما يصيبُ المسلمَ من نصب، ولا وصب، ولا هم ولا حزن، ولا أذى، ولا غم، حتى الشوكة يشاكها، إلا كفر الله بها من خطاياه» (بخاری رقم:۵٦۴۰، مسلم رقم:۲۵۷۲) ''مومن کو جو بھی تکلیف اور ہم وحزن پہنچتا ہے، حتی کہ اس کے پیر میں کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالی اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے''۔

نیز فرمایا: «ما يزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة في نفسه وماله حتى يلقى الله وما عليه من خطيئة» (سنن الترمذی رقم:۲۳۹۹، مسند أحمد رقم:۷۸۴۹)۔

نیز فرمایا: «إن الرجل لتكون له المنزلة عند الله فما يبلغها بعمل، فلا يزال الله يبتليه بما يكره حتى يبلغه إيّاها» (السلسلۃ الصحیحۃ رقم:۲۵۹۹) ''بلاشبہ انسان کا اللہ کے یہاں ایک مقام مقرر ہوتا ہے، اپنے عمل سے وہاں تک جب نہیں پہنچ پاتا ہے تو اللہ اسے ناپسندیدہ امور میں مبتلا کر دیتا ہے اور آزماتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے''۔

نیز آپ ﷺ کا ارشادِ عالی مقام ہے: «إذا اشتكى المؤمن أخلصه الله من الذنوب كما يخلص الكير خبث الحديد» (الأدب المفرد رقم: ٤٩٧، صحیح ابن حبان رقم:٢٩٣٦، صحیح الترغیب والترھیب رقم:٣٤١٧)

(٤) بندوں پر ظلم و ستم روا رکھنا،ان کے حقوق کو ہڑپ کر جانااور حقوق ادا نہ کرنا،حق تلفی کرنا۔

اس طرح کی وبائیں اللہ تعالی اس وقت بھیجتاہےجب دھرتی پر ظلم و تعدی حد سے بڑھ جاتی ہے،بربریت عام ہوجاتی ہےاورجور وستم اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «إن الله ليملي للظالم حتى إذا أخذه لم يفلته) قال ثم قرأ: ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾».(ھود:١٠٢) (بخاری رقم: ٤٦٨٦، مسلم رقم:٢٥٨٣)

”یقینا اللہ تعالی ظالم کو مہلت دیتا ہے، لیکن جب اس کی گرفت کرنے پر آتا ہے تو پھر اس طرح اچانک کرتا ہے کہ پھر مہلت نہیں دیتا، پھر نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی(جس کا ترجمہ یوں ہے): تیرے پروردگار کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب کہ وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے، بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور نہایت سخت ہے“۔

سبحان اللہ! غور کیجئے کہ اللہ تعالی ظالموں کو اپنی گرفت میں کیسے لیتا ہے کہ اسے احساس تک نہیں ہوتا،اسے خبر تک نہیں ہوتی اور نہ ہی اسے مہلت

ملتی ہے،چین میں کورونا وائرس کے نزول سے پہلے کے حالات کا سرسری جائزہ لیجئے،تو معلوم ہوگا کہ وہاں کی ظالم وجابر حکومت کی طرف سے مسلمانوں کے لئے عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا تھا،گن گن کر مسلمانوں کو زدو وکوب کیا گیا،مارا پیٹا گیا،اسلام کے نام پر ظلم وستم کا کوہِ ہمالہ ان پر توڑدیا گیا،مشقِ ستم کیا گیا،مسجدیں توڑی گئیں،جلائی گئیں،انھیں بے گھر کیا گیا،اسلام سے بدکنے،پھرنے اور برگشتہ کرنے کے سارے حربے ان پر اپنائے گئے،قرآن کریم کی تلاوت اور نماز کے لئے اذان پر پابندی عائد کی گئی،مسلمانوں کو مسجد جانے سے روکا گیا،مگر رب کریم کی شانِ کریمی کب تک صبر کا مظاہرہ کرتی،پیمانۂ صبر چھلکااور ایسی بیماری میں مبتلا کیا،(کہنا چاہئے)کہ چشم زدن میں(۳۰۰۰)سے زائد افراد لقمۂ اجل بن گئےاور اللہ نے انھیں ان کے کالے کرتوت کی ایسی سزادی کہ رہتی دنیاتک تازیانۂ عبرت بن گئے،لہٰذاان کے سامنے کوئی اور راستہ نہیں تھااورانھیں ببانگِ دہل یہ اعلان کرنا پڑاکہ اس بیماری کا علاج صرف قرآن کریم کی تلاوت ہے،بنا بریں چاروناچاراذان کی اجازت دی گئی،نماز اداکرنے کی کھلی چھوٹ مل گئی اور قرآن کریم کی تلاوت پر ابھارا بھی گیا'بلکہ اس کی التجا بھی کی گئی(یہ چین کے وزیر اعظم کاخود اپنابیان سامنے آیااور اسے تمام میڈیا نے نشر کیا)،ابھی جلد ہی یعنی **:-۱۴/مارچ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۹/رجب ۱۴۴۱ھ بروز ہفتہ امریکی صدر کی التجا بھی خوب سوشل میڈیا میں وائرل ہوئی،جس میں آں جناب نے اتوار(۱۵/مارچ ۲۰۲۰ء)کو اجتماعی دعا کے**

لئے نیشنل ڈے (امریکی قومی دن)منانے کا اعلان کیا' اور تمام افراد سے خصوصی التجا کی کہ "امریکہ کو اس وائرس سے حفاظت کے لئے اللہ سے دعائیں کریں"۔

(۵)اللہ تعالی اس طرح کی ناگہانی بلائیں اس لئے بھی نازل کرتا ہے تاکہ انسانوں کو ان کی غفلت سے بیدار ہونے کے لیے متنبہ کیا جا سکے کہ وہ غفلت کی دبیز چادر اٹھا کر پھینک دیں،عذابِ الہی سے خوف کھاکر اللہ کی طرف پلٹیں،رجوع کریں،انابت الی اللہ کے جذبۂ صادق سے سرشار ہوکر اپنی زندگی میں اصلاح پیدا کرنے کی کوششیں کریں،اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ ٱلۡعَذَابِ ٱلۡأَدۡنَىٰ دُونَ ٱلۡعَذَابِ ٱلۡأَكۡبَرِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُونَ﴾ [السجدة: ۲۱] "بالیقین ہم انہیں قریب کے عذاب کے چھوٹے سے بعض عذاب اس بڑے عذاب کے سوا چکھائیں گے تاکہ وہ لوٹ آئیں" **و لنذيقنهم** سے مراد (دنیا کی مصیبتیں اورآفتیں ہیں(مسلم بروایت ابی بن کعب)نیز اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَمَا نُرۡسِلُ بِٱلۡأٓيَٰتِ إِلَّا تَخۡوِيفٗا﴾ [الإسراء: ۵۹] "ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لئے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں"۔

نیز فرمایا: ﴿فَلَوۡلَآ إِذۡ جَآءَهُم بَأۡسُنَا تَضَرَّعُواْ وَلَٰكِن قَسَتۡ قُلُوبُهُمۡ وَزَيَّنَ لَهُمُ ٱلشَّيۡطَٰنُ مَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ﴾ [الأنعام: ٤٣] "سوجب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی تو انھوں عاجزی کیوں اختیار نہیں کی تھی، لیکن ان کے قلوب سخت ہو گئے ،اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر دیا"۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: «ما من ذنب أجدر أن يعجل الله تعالى لصاحبه العقوبة في الدنيا،

مع ما يدخره له في الآخرةمن قطيعة الرحم، والخيانة، والكذب وإن أعجل الطاعة ثوابًا لصلة الرحم حتى إن أهل البيت ليكونوا فجرة فتنمو أموالهم ويكثر عددهم، إذا تواصلوا» (سنن ابی داود رقم: ۴۹۰۳، سنن ترمذی رقم:۲۵۱۱، سنن ابن ماجہ رقم:۴۲۱۱،مسند أحمد رقم:۲۰۳۷۴)خلاصہً "قطع رحمی ،خیانت ،اور جھوٹ سے زیادہ اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے اللہ تعالی صاحبِ سزا کی سزا کو مقدم کر دیتاہے اور آخرت کے لئے ذخیرہ اندوزی"۔

(۶)**حرام خوری:** اللہ تعالی نے حلال خوری پر بے تحاشہ زور دیاہے،اس کا تاکیدی حکم صادر فرمایا ہے،اور قرآن حدیث میں جا بہ جا اس کے فوائد بتلائے گئے ہیں،چنانچہ اس بات کا حکم نبیوں اور رسولوں کو بھی تھا،کہ تم حلال اور پاکیزہ کھانا کھاؤ،اور عام مسلمانوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا ہے کہ وہ ہمیشہ حلال کھائیں،حرام سے قطعی اجتناب کریں(حرام خوری کے اثراتِ بد بہیترے ہیں،جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں)

(۷)رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لینا،ان کے حقوق کی ادائیگی میں بخالت سے کام لینا،یا ادا ہی نہ کرنا،اوران کے ساتھ ناروا سلوک کرنا۔

کوروناوائرس(COVID-۱۹)کی حقیقت و ماہیت:

کورونا چین سے پھیلنے والا ایسا ناقابلِ علاج مرض اور وائرس ہے،جو ہوائی وبا کے طور پہچانا گیا،جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا،آج اس وائرس

کی وجہ سے پورا عالم قلق و اضطراب میں مبتلا ہے،ایک طرح کی بے چینی اور بے تابی ہے،سارے موضوعات زینتِ طاقِ نسیاں ہوگئے ہیں اور انھیں سرد خانے میں ڈال کر اس کے مداوے کی کوششیں ہو رہی ہیں،عالمی صحت اور جملہ وزاراتِ صحت اس پر قابو پانے کے لئے نت نئے ہتھکنڈے اپنانے میں جٹی ہے کہ کسی طرح اس پر قابو پالیا جائے، مگر تاہنوز لا حاصل۔

معلوم ہوناچاہئے کہ یہ وبا آج سے ۱۷ سال قبل(۲۰۰۳ءمیں) بھی چین میں نمودار ہوئی تھی،اور اس نے اپنے پنجے گاڑنے کی کوشش کی تھی ،مگر کامیاب نہ ہوسکی تھی، تاہم ۲۰۲۰ءمیں اس نے دوبارہ اپنا قبضہ جمایا'اور ایسا جمایا کہ (اس بار)کامیاب ہوگئی اسی لئے اس نئے وائرس کو (نیو کورونا وائرس) کے نام سے موسوم کیا گیا،اس بار اس وبائے خفی سے(تادمِ تحریر)دنیا کے۱۱۷سے زائد ممالک متاثر ہوئے،اوراب تک کورونا وائرس سے متاثر ہزاروں کیس کی تصدیق ہو چکی ہے جبکہ چین میں تقریبا (۴۰۰۰)سے زائد افراد اس سے ہلاک ہوکر لقمۂ اجل بن چکے ہیں،پوری دنیا کا اگر ہم جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ ایک لاکھ سے متجاوز لوگ اس سے متاثر ہو ئے جن میں سے (۵۵۰۰)پچپن ہزار سے زیادہ لوگ روبہ صحت ہیں، قابلِ غور بات یہ ہے کہ جنھیں شفا ملی ہے، صرف اللہ کے فضل سے اور پھر اپنی قوتِ مدافعت سے ملی ہے،اب تک اس کا کوئی علاج دریافت نہیں ہوا ہے،اب چونکہ دنیا کے اکثر ممالک اس وبا کو روکنے کے لیے اقدامات کر رہے ہیں تو ان کے ممکنہ اقتصادی نتائج بھی خاصے واضح ہیں،اب

سفری پابندیاں عائد ہوچکی ہیں، دنیا کے کئی ممالک کے انٹر نیشنل ایر پورٹ بند کردئے گئے ہیں۔کئی ممالک میں باہر سے آنے جانے والوں لوگوں کی باقاعدگی کے ساتھ ایر پورٹ پر ہی محکمہ صحت کے اہل کاران کےذریعہ تھرمل اسکینر کی مدد سے جانچ کی جارہی ہے،تاکہ یہ وبا (پائے جانے کی صورت میں) دوسرے کو نہ لگ جائے،متحدہ عرب امارات میں احتیاطی اقدامات کی خاطر ایک ماہ کے لئے سارے مدرسے بندکردیے گئے ہیں،ہمارے ملک عزیز (ہندوستان)میں بھی اسکولوں اور کالجوں کو بند کرنے کے مشورے ہو رہے ہیں، بلکہ پرائمری اسکول بند کردئے گئے ہیں،عالمی طور پر منعقد ہونے والی بڑی بڑی کانفرنسیں ملتوی کردی گئی ہیں، کھیل کود کے کلب بھی عارضی طور پر بندکر دئے گئے ہیں، اٹلی میں تھئیٹر گھر، سینماہال وغیرہ بھی بند کردئے گئے ہیں،ہندوستان میں ہولی نہ کھیلنے کا فیصلہ کیا گیاہے،بغیر کسی جان پہچان کے لوگ ایک دوسرے سے ملنے جلنے سے بھی سے گھبراتے ہیں کہ کہیں انھیں بھی وائرس نہ لگ جائے۔لوگ اپنے رویے تبدیل کررہے ہیں،اور ہراحتیاطی تدابیر اختیارکرنا ضروری سمجھتے ہیں۔٢٠٠٣ میں سارس کی وبا سے متاثر ہونے والے ١٠ فیصد افراد ہلاک ہو گئے جبکہ عمومی، فلو کی وبا سے متاثر ہونے والے صرف ١.٠ فیصد افراد ہی ہلاک ہوتے ہیں،جبکہ اس وبا سے متاثرہونے والے اکثر لوگوں کی عمر ٥٨ سال سے متجاوز ہوتی ہے،اگر خبرت آگاہ اور ماہرین تجربہ کار کی مانیں تو یہ مرض جانوروں سے منتقل ہوتاہے،اور خطرناک ہوجاتا ہے،یونیسیف (UNICEF)کی درج ذیل رپورٹ

ملاحظہ فرمائیں، دماغ کے دریچے وا ہوں گے، بہت سے عقدے کھلیں گے اور عمومی گھبراہٹ سے نجات کا سامان مہیا ہو گا، ان شاء اللہ۔

یونیسیف(UNICEF)رپورٹ: کورونا وائرس کا سائز ۴۰۰-۵۰۰ مائکروقطر ہے،اس وجہ سے یہ کسی بھی ماسک سے نہیں گزر سکتا۔ یہ ہوا میں نہیں پھیلتا کسی چیز پر رہتا ہے اس کی زندگی ۱۲ گھنٹے ہے۔صابن اور پانی سے یہ دھل جاتا ہے۔ کپڑے پر پڑے تو ۹ گھنٹے رہتا ہے، کپڑے دھونے یا دو گھنٹے دھوپ میں رکھنے سے یہ مر جاتا ہے۔ یہ ۱۰ منٹ تک ہاتھوں پر زندہ رہتا ہے لہذا جیب میں الکحل اسٹر للئزر رکھنے سے اس کا بچاؤ ممکن ہے۔

یہ وائرس ۲۶-۲۷ ^C درجہ حرارت میں مر جاتا ہے کیونکہ یہ گرم علاقوں میں نہیں رہتا۔

نیز گرم پانی استعمال کریں اور سورج کی حرارت لیں اورپانی گرم پیئں۔ ٹھنڈے پانی اور کھانے سے پرہیز کریں آئس کریم بالکل نا کھائیں،اور بچوں کواس سے دور رکھیں۔

ان ہدایات پر عمل کر کے اس وائرس سے بچا جا سکتاہے (یونیسیف کی یہ رپورٹ، ایک علمی گروپ سے ماخوذ ہے: پروفیسر ڈاکٹر سعید حیاۃ اللہ مدنی -حفظہ اللہ- کے شکریے کے ساتھ)

کوروناوائرس(COVID۱۹) کی پہچان؟

(۱)تیز بخار، کھانسی اورسانس میں دشورای کا شکار ایسا فرد جو متاثرہ ملک سے آیا ہو مشتبہ کیس ہوسکتا ہے۔

(۲) فلو، کھانسی یا سانس کی بیماری کے شکار شخص کو متاثرہ ملک کا سفر کیے ۱۴ دن سے کم وقت ہوا ہو، وہ مشتبہ مریض ہوسکتا ہے۔

(۳)فلو، کھانسی یا سانس کی بیماری میں مبتلا شخص کا گزشتہ ۱۴دن میں کنفرم کورونا وائرس کے شکار مریض سے قریبی تعلق رہا ہو وہ بھی مشتبہ مریض ہوسکتاہے۔

(۴)گزشتہ ۱۴ دن میں کورونا وائرس سے ہلاک ہونے والے مریض کے قریب رہنے والے افراد میں کوئی علامت ظاہر ہو تو اسے بھی مشتبہ مریض سمجھا جائے۔

(۵)فلو، کھانسی یا سانس میں دشواری میں مبتلا مریض اگر متاثرہ جگہ یا شخص کے قریب نہیں رہا تو اسے کورونا کا مشتبہ مریض نہ سمجھا جائے۔

کورنا اور طاعون میں مناسبت اور اس میں مرنے والوں کی فضیلت

طاعون اور کورونا میں مناسبت سمجھنے کے لئے طاعون کی تعریف پر اپنی نظر ڈالنا ہوگی، تاکہ دونوں کے درمیان ربط دیکھا جاسکے،اس کی تعریف میں علمائے لغت و اسلام نے دو طریقے اختیار کئے ہیں:

(پہلا طریقہ)ابن منظور ،ابن اثیر اور صاحب (المصباح المنیر) کے بقول طاعون (عام مرض)کو کہا جاتا ہے (دیکھئے: لسان العرب:۲۶۷/۱۳،النہایۃ ۱۲۷/۳، المصباح المنیر ۳۷۳/۲)بعض اہل لغت نے اسے (وبا)سے تعبیر کیاہے (دیکھئے: الجوہری کی الصحاح(۱۲۵۸/۶،ابن الملقن کی التوضیح :۶ ۴۳۴،فیروزآبادی کی القاموس المحیط ص ۱۲۱۳)،جبکہ ابن العربی نے طاعون کو (ایسی تکلیف والم سے تعبیر کیا ہے جس سے انسانی روح بجھ جائے)(دیکھئے:المسالک فی شرح المؤطا مالک۵۷۳/۳)جبکہ ابن حزم نے طاعون کی تعریف یوں بیان کی ہے: "طاعون ایسی موت کا نام ہے،جو کبھی کبھار بکثرت ہونے لگتی ہے،اور عام عادت سے نکل جاتی ہے"(دیکھئے :المحلی:۴۰۳/۳)،صاحب عون المعبود(۸ ۲۵۵)اورعلامہ ابن عثیمین (شرح ریاض الصالحین ۵۶۹/۶)کااسی طرف میلان ہے۔

(دوسراطریقہ)بعض علما نےاسے مخصوص متعدی اور قاتل،جان لیوا بیماریوں کے ساتھ مختص کیا ہے،جو عام طور پر پھوڑے پھونسی وغیرہ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں،ابن عبدالبر (الاستذکار ۳ ۶۸،ابن القیم (الطب النبوی ص: ۳۱)، نووی(تہذیب الأسماء و اللغات ۱۸۷/۳)اور ابن حجر (فتح الباری: ۱۸۰/۱۰)جیسے محققین اہل علم سرِ فہرست ہیں۔

آپ اہل طب اور طاعون کےاسپشلسٹ کی تعریف پر غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ انھوں نےدوسرے نوع کی تعریف کی طرف اپنے میلان ورحجان کا اظہار کیا ہے ،یعنی ایسے پھوڑے ،پھونسیاں جو مخصوص شکل و صورت میں عام

طورپر چہرے وغیرہ پرظاہر ہوتی ہیں(دیکھئے: الطب النبوی للذھبی ص: ۲۶۵،الطب النبوی لابن القیم ص:۳۰)

طبِ معاصر نے طاعون کی تعریف کچھ یوں کی ہے (ایسا مرض جو بائیکٹیریا سے پیدا ہوتاہے،جسے یرسنی طاعون کا نام دیا جاتا ہے،یہ طاعون زدہ مچھر کے ڈسنے،چھونے یا طاعون زدہ شخص کے سانس کی چھینٹوں سے پیدا ہوتا ہے۔

سعودی عرب کی وزارتِ صحت کے ویب سائٹ پر طاعون کی تعریف کچھ یوں مذکور ہے: (طاعون ایسی متعدی بیماری کا نام ہے جو شدید خطرناک ہوتی ہے،جس کا اصل سبب بائیکٹیریا ہے،جو مچھروں کی وجہ سے پھیلتا ہے،جو وبائی امراض میں شمار کیا جاتا ہے،جس نے گزشتہ زمانوں میں لاکھوں کی جانیں لی ہیں) (دیکھئے :سعودی عرب کی وزارتِ صحت کا ویب سائٹ،نیز بذل الماعون فی فضل الطاعون ص۹۹-۱۰۰)

اگر ان علما کی تعریفات پر نظرِ غائر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ کورونا وائرس طاعون کی ہی ایک شکل سی لگتی ہے،یہی بات مملکتِ سعودی عرب کے مفتیٔ عام شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ آل الشیخ ،محدثِ مدینہ اور فقیہِ حجاز علامہ عبد المحسن العباد البدر اور فقیہِ زمان ڈاکٹر سلیمان بن سلیم اللہ الرحیلی -حفظہم اللہ -نے کہی ہے،شیخ عبد المحسن العبیکان نے بہت پہلے یہی بات کہی تھی (دیکھئے:الأحکام الشرعیۃ المتعلقۃ بالوباء والطاعون از:ابوعبد العزیز ہیثم قاسم حمری ص۸)

طاعون جیسی بیماریوں کی اصل کیا ہے ؟

چاہے وہ طاعون ہو یا کورنا وائرس یا سوین فلو ،اصل میں یہ اللہ کی طرف سے عذاب ہیں،جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: «إن هذا الوجع، أو السقم، رجز عذب به بعض الأمم قبلكم، ثم بقي بعد بالأرض، فيذهب المرة ويأتي الأخرى....» (مسلم رقم:۱۷۳۸) ”یہ درد یا بیماری ایک عذاب ہے، جو گزشتہ قوموں پر بطور عذاب اتارا گیا ہے، پھر کچھ جو زمین میں باقی رہ گئے، یکے بعد دیگرے ختم کردیے گئے“۔

نیز فرمایا: أنه كان عذابًا يبعثه الله على من يشاء، فجعله الله رحمةً للمؤمنين، فليس من عبد يقع الطاعون، فيمكث في بلده صابرًا، يعلم أنه لن يصيبه إلا ما كتب الله له، إلا كان له مثل أجر الشهيد (صحیح البخاری :۵۷۳۴) ”یہ (طاعون) ایک عذاب ہے جو اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتاہے، بھیجتاہے، چنانچہ مومنوں کے لئے اسے باعثِ رحمت بنادیتاہے، لہذا جو بندہ بھی اس میں مبتلا ہوجاتاہے اور اس میں صبر و تحمل سے کام لے کر اپنے ہی شہر میں رہ جاتاہے، اس بات پر یقین رکھتاہے کہ جو لکھا تھا، اس میں مبتلا ہوئے، اسے شہید کے برابر اجر ملتاہے“۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: «أتاني جبريل بالحمى و الطاعون، فأمسكت الحمى بالمدينة، و أرسلت الطاعون إلى الشام ، و الطاعون

شهادة لأمتي، ورحمة لهم، و رجسًا على الكافرين» (حدیث صحیح ہے، دیکھئے: السلسلۃ الصحیحۃ :۷۶۱) ”جبریل علیہ السلام بخار اور طاعون لے کر میرے پاس تشریف لائے، میں نے بخار اپنے پاس رکھ لیا، اور طاعون کو شام بھیج دیا، طاعون میری امت کے لئے شہادت اور اس کے لئے رحمت کا سبب ہے، اور کافروں کے لئے عذاب کا سبب ہے“۔

طاعون کی وجہ سے مرنے والے کی فضیلت :

نصوصِ شریعت پر جن کی نگاہیں ہوتی ہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کہ طاعون کی وجہ سے مرنے والا شہید ہوتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ» (بخاری رقم:۲۸۳۰، مسلم رقم:۱۹۱۶) طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے، لیکن اس کے لئے صبر ورضا اور وتسلیم و شکیبائی شرطِ اولین ہے ،جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «سَأَلْتُ رَسُولَ اللهَّ ﷺ عَنِ الطَّاعُونِ، فَأَخْبَرَنِي «أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللهُّ عَلَى مَنْ يَشَاءُ، وَأَنَّ اللهَّ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ، لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ، فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا، يَعْلَمُ أَنَّهُ لاَ يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُّ لَهُ، إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ» (بخاری رقم:۵۷۳۴) ”یہ (طاعون) ایک عذاب ہے جو اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے، بھیجتا ہے، چنانچہ مومنوں کے لئے اسے باعثِ رحمت بنا دیتا ہے، لہذا جو بندہ بھی اس میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس میں صبر و تحمل سے کام لے کر اپنے ہی شہر

میں رہ جاتا ہے، اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ جو لکھا تھا، اس میں مبتلا ہوئے، اسے شہید کے برابر اجر ملتا ہے"۔

تاریخ اور سیرت کے مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ پہلی صدی ہجری میں(۱۰۰سو سال کے اندر)چار بار طاعون نے اپنے پنجے گاڑے ہیں، جن میں خلق کی ایک جم غفیر شہید ہوئی:

(۱)صلحِ حدیبیہ والے سال سن ٦ ھ میں،تاہم یہ مرض بلادِ فارس تک محدود رہااور مسلمانوں میں سے کوئی بھی اس سے متاثر نہیں ہوا۔

(۲)شام میں طاعونِ عمواس (۱۸ ھ میں) جس میں بعض کئی صحابۂ کرام شہید ہوئے،جن میں حضرات:ابوعبیدہ ،معاذ بن جبل،فضل بن عباس اور شرحبیل بن حسنہ (رضی اللہ عنہم) خاص طور پر قابل ذکر ہیں،اس سال تقریبا ۲۵۰۰۰ جانیں متاثر ہوئیں (دیکھئے: البدایۃ والنہایۃ۷/۹۴، معجم البلدان:۴/۱۵۷)

(۳)طاعونِ جارف:یہ واقعہ سن ٦٩ھ (حضرت عبد اللہ بن ابن زبیر کے عہد میں)پیش آیا،اسے جارف سے اس لئے تعبیر کرتے ہیں،کہ اس مرض سے ہزاروں کی تعداد میں جانی گئیں،صرف تین دنوں کے اندر دو لاکھ دس ہزار افراد شہید ہوئے(یعنی ہر دن ستر ہزار)،انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ۸۳ بیٹے،عبدالرحمن بن ابو بکرہ کے ۴۰ بیٹے ،عبید اللہ بن عمیر کے ۳۰ بیٹے ،اور حضرت صدقہ بن عامر کے ۷ بیٹے ایک ہی دن میں شہید ہوئے(دیکھئے:شرح صحیح مسلم: ۱/۱۰۵، تہذیب الکمال للمزی:۳/۳۷٦، سیر اعلام النبلاء للذھبی:۳/۴۰۵)

(۴)سن ۸۷ھ کے ماہِ شوال میں پیش آنے والا واقعہ ٔطاعون (جسے طاعونِ اشراف کہا جاتا ہے)جس میں بڑے بڑے امراء اور وزراء شہید ہوئے، جس کی لپیٹ میں اس وقت کے بڑے بڑے شہر آئے ،کوفہ بصرہ ،واسط اور شام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں،اس میں خاص طور پر خلیفہ ٔ وقت مروان بن عبد الملک بھی اس مرض کی لپیٹ میں آ گئے،اور حضرات:امیہ بن عبد اللہ بن خالد القرشی اور عبد اللہ بن مطرف بن شخیر (رضی اللہ عنہما)جیسے جلیل القدر صحابہ بھی اس طاعون میں شہید ہوئے تھے(دیکھئے:نووی کی شرح مسلم:۱/۱۰۵،سیر اعلام النبلاء:۴/۱۴۵،تاریخ الأمم والملوک:۳/۱۱۹۴،الثقات لابن حبان:۴/۴۰)

کورونا جیسے مرض میں ہلاک ہونے والا کیا شہید قرار دیا جائے گا ؟

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ گزشتہ زمانوں میں کورونا،انفلونزا،کولیرا جیسے امراض کا تصور نہیں تھا ،اسلافِ کرام ان امراض کے نام سے بھی واقف نہیں تھے،یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ کورونا در اصل طاعون کی ہی ایک شکل ہے، لہذااس طرح کی وباؤں سے جان بحق ہونے والا شہید کہا جائے گا،فقیہ ِ عصر علامہ ابن عثیمین-رحمہ اللہ - فرماتے ہیں: ”طاعون چاہے اسے مخصوص بیماری کا نام دیا جائے،یا عام بیماری جسے کولیرا وغیرہ کہا جائے،اس میں جاں بحق ہونے والاشہید قرار دیا جائے گا،اگر اس کی موت صبر و شکیبائی اور حصولِ اجر سے سرشار ہوکر ہوئی ہو(دیکھئے: شرح ریاض الصالحین ۱/۲۳۳) نیز یہی بات محدثِ

مدینہ علامہ عبد المحسن بن حمد العباد البدر -حفظہ اللہ- نے بھی کہی تھی، جب آں حفظہ اللہ سے اس بابت سوال کیا گیا تھا(علامہ کا درسِ(مؤطاامام مالک) بتاریخ ۹/رجب ۱۴۴۱ھ)واللہ اعلم۔

کورونا جیسے امراض کا علاج، اور اس سے بچاؤ کے لئے احتیاطی تدابیر:

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ کورونا وائرس ایک نیا مرض ہے، جس کی تشخیص کے لئے اہل طب سر جوڑ کر مشورے کر رہے ہیں، خاکہ سازیاں کی جا رہی ہیں، اور منصوبہ بندیاں ہو رہی ہیں، تاہم اب تک کسی حتمی نتیجے تک نہیں پہنچا جا سکا ہے، ہاں یہ ایک اٹل حقیقت اور طے شدہ امر ہے کہ اللہ تعالی نے کوئی ایسا مرض نہیں اتارا جس کے لئے دوا نہ اتاری ہو، جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: «**ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء**» (بخاری رقم: ۵٦٧٨) "اللہ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری، جس کے لئے شفا نہ اتاری ہو"۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: «إن الله لم ينزل داء إلا أنزل له شفاء علمه من علمه وجهله من جهله» (مسند أحمد رقم: ۳۵۷۸، السلسلة الصحيحة رقم: ۴۵۱، ابن ماجہ رقم: ۳۴۳۹، صحیح الجامع رقم: ۵۵۵۸) "اللہ نے ہر بیماری کے لئے شفا اتاری، جس نے جانا اس نے جان لیا اور جس نے نہیں جانا، وہ نہیں جان سکا"۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: «كنت عند النبي ﷺ وجاءت الأعراب فقالوا يا رسول الله انتداوي؟ فقال: نعم يا عباد الله تداووا فإن الله عز وجل لم يضع داء إلا وضع له شفاء غير داء واحد. قالوا ما هو؟

قال: الھرم» (صحیح الأدب المفرد رقم:۲۲۳، صحیح ابو داود رقم:۳۲۶۴، صحیح ترمذی رقم:۱۶۶۰، صحیح ابن ماجہ رقم:۲۷۷۲،) ”اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا اتنے میں کچھ بدو آپ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں آئے اور کہنے لگے: (جب بیمار ہوجائیں تو) ہم دوا دارو کریں یا نہ کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، بالکل کرو، اللہ کے بندے دوا علاج کیا کرو، اللہ نے ہر بیماری کے لئے دوا اتاری ہے ایک بیماری (بڑھاپے کو) چھوڑ کر“۔

تاہم یہ بات بھی مسلم ہے کہ اللہ نے حرام امور میں شفا نہیں رکھی ہے، جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے اس جانب ہماری رہنمائی بھی فرمادی ہے، چنانچہ فرمایا: «إنَّ اللهَ لم يجعلْ شفاءَكم فيما حَرَّم عليكم» (بخاری نے اسے بہ حدیث ابن مسعود تعلیقا ذکر فرمایا ہے، دیکھئے بخاری مع الفتح ۷/۱۱۰، علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: السلسلۃ الصحیحۃ رقم:۱۶۳۳، غایۃ المرام رقم:۶۷) اللہ تعالی نے تمہاری شفا حرام چیزوں میں نہیں رکھی ہے۔

آیئے ہم کتاب و سنت کی روشنی میں ہم اس مرض (اور اس جیسے دیگر امراض واوجاع) کو دفع کرنے اور اس کے ازالے کے طریقے تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وباللہ التوفیق:

(ا) نظافت و نفاست کا بہ کثرت اہتمام و التزام

اس مرض سے بچنے کے لئے سب سے اہم اور ضروری امر ہاتھوں کو دھونا، صفائی کا خیالِ خاص رکھنا، اور پاک وصاف رکھنا قرار دیا گیا ہے، خاص کر درج ذیل حالات میں:-

(١) کھانا بنانے سے پہلے، اور بنانے کے بعد

(٢) کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد

(٣) کھانسی آنے اور چھینک کے بعد

(٤) کسی مریض سے ملنے اور اس کی خدمت سے پہلے اور بعد میں

(٥) باتھ روم (حمام) جانے کے بعد

(٦) بچوں کے پمپرز (Tampons) بدلنے کے بعد

(٧) جانوروں کے چھونے کے بعد

(٨) کوڑے دان (Garbage) چھونے کے بعد

آج جب کہ اس مرض نے حضرت انسان کو اپنے پنجے میں جکڑا ہے، تو اسے نظافت ونفاست یاد آئی ہے، مگر دین اسلام تو روز ازل سے ہی نظافت و نفاست، صفائی ستھرائی، اور طہارت وپاکی کا دین رہا ہے، اس مذہب میں الف سے لے کر یاء تک صفائی ستھرائی مطلوب ہے، اور دینِ اسلام نے ہمیشہ نظافت پر اپنا زور صرف کیا ہے، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ یہ بھی دین اسلام کی خوبیوں اور محاسن میں سے ایک خوبی ہے، اسی لئے شریعتِ غراء نے طہارت و نظافت کی ہمیشہ تعلیم دی ہے اور اس کی تاکید فرمائی ہے، حتی کہ نظافت و طہارت اختیار کرنے والے کو (رجال) سے تعبیر فرماکر ان کی تعریف میں قرآن کریم رطب اللسان ہے، فرمایا: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُطَّهِّرِينَ﴾ [التوبة: ١٠٨] کورونا سے بچنے، اسے دور بھگانے اور اس سے نجات پانے کے لئے اہل طب نے صفائی

ستھرائی کو لازم قرار دیا ہے،ہاتھوں کو بہ التزام صابن سے دھونا اورکم از کم پانچ مرتبہ اپنے ہاتھوں کو صاف کرنا بھی بہت اہم قرار دیا ہے ٗہندوستانی ایک مشہور چینل کی ایک(لیڈی) اینکرپرسن کو یہ کہتے ہوئے میں نے خود سنا ہے کہ: ''کورونا کو بھگانا ہے تو ضروری طورپر ۲۴ گھنٹے میں کم از کم پانچ بار اپنے ہاتھوں کو دھونا ہے''۔

سبحان اللہ! شریعتِ مطہرہ نے آج سے (۱۵۰۰) پندرہ سو سال پہلے ہی اس بات کی تاکید کردی تھی کہ تمہاری نماز ہی نہیں ہوگی ،جب تک تم وضو نہیں کروگے: «لاَ يَقْبَلُ الله صَلاَةً بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلاَ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ» (مسلم رقم:۲۲۴بروایت عبد اللہ بن عمر)اور یہ سب جانتے ہیں کہ۲۴ گھنٹے میں پانچ نمازیں فرض ہیں،جنھیں ادا کرنا ضروری ہے چنانچہ درج امور پر انتہائی سنجیدگی سے غور فرمائیں کہ شریعتِ مطہرہ نے کس طرح صفائی و ستھرائی پر نہ یہ کہ صرف زور دیا ہے بلکہ کس قدراسے اہم قرار دیا ہے۔

- **نماز کے لئے وضو کا التزام** :دین اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بغیر وضو کے نماز قبول نہیں ہوتی(مسلم رقم:۲۳۲)اور وضو کا معروف طریقہ یہ ہے، ملاحظہ کیجئے: ''سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد گرامی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے وضو کا پانی طلب فرمایا۔ میں نے وضو کا پانی لا کر حاضر خدمت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وضو فرمانا شروع کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پانی میں ہاتھ ڈالنے

سے قبل دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھویا۔ اس کے بعد تین مرتبہ کلی فرمائی اور تین دفعہ ناک صاف فرمائی بعد ازاں آپ نے منہ کو تین دفعہ دھویا پھر آپ نے دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ دھویا پھر بائیں ہاتھ کو اسی طرح دھویا پھر آپ نے اپنے سر مبارک پر ایک دفعہ مسح فرمایا۔ اس کے بعد دائیں پاؤں کو ٹخنوں تک تین دفعہ دھویا پھر ایسے ہی بائیں کو اس کے بعد آپ نے کھڑے ہو کر پانی لانے کا حکم صادر فرمایا۔ میں نے برتن جس میں وضو کا بچا ہوا پانی تھا، حاضر خدمت کیا تو آپ نے کھڑے کھڑے اس سے پانی پی لیا۔ میں حیران ہوا تو پھر آپ نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ”حیران نہ ہوں کیونکہ میں نے آپ کے نانا جان کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا جیسے تم مجھے کرتا دیکھ رہے ہو۔ نبیؑ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح وضو فرماتے اور آپ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیتے تھے“(سنن نسائی رقم:۹۵)

- اندازہ کیجئے کہ درمیانِ وضو انگلیوں کے درمیان خلال کرنے کی تاکید کس طرح سے کی گئی ہے، چنانچہ نبی ﷺ فرمایا: «**وَخَلِّلْ بَيْنَ الأَصَابِعِ**» ”اور (وضو کرتے ہوئے) انگلیوں کا خلال کرو“۔(سنن ترمذی رقم:۷۸۸)
- سو کر اٹھنے کے بعد سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو ٹھیک سے دھویا جائے، اس بات کی بھی تاکید شریعتِ مطہرہ میں موجود ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ

قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لاَ يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ» (بخاری رقم:۱۶۲) "جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو اپنے ہاتھ کو وضو والے برتن میں ڈالنے سے پہلے دھو لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے"۔

- نماز کے لئے کھڑے ہونے سے قبل ضروری ہے کہ اپنے کپڑوں کو پاک صاف کرلے، گندگی لگی ہو تو اسے دھو لے حتی کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خاص تاکید کی گئی ، اللہ نے فرمایا: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ [المدثر:۴) اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے
- حالتِ حیض میں عورتوں سے جماع کرنا حرام قرار دیا گیا ، جیسا کہ باری تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللهُ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرة:۲۲۲)۔ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمھیں اجازت دی ہے ، اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اور جو حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے جماع کرلے، اس کے بارے میں فرمایا: «في الذي يأتي امرأته وهي

حائض: يتصدق بدينار أو نصف دينار» (ابوداؤد رقم:۲۵۷-۲۵۸، وھو حدیث صحیح) ”جو اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں جماع کرلے اسے ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا چاہئے (گویا کہ اس نے گناہ کا کام کیا، اسے توبہ و استغفار کرنا چاہئے)“۔

- **غسل کرنے کا تاکیدی حکم**: غسل کے معاملہ میں بھی شریعت نے انتہائی سخت احکامات جاری فرمائے ہیں، چنانچہ درج ذیل مقامات میں غسل کو خاصا اہم قرار دیا گیا:۔(۱)جمعہ کے لئے(۲)عیدین کے لئے (۳)حیض و نفاس کے بعد(۴)ناپاک ہوجانے کے بعد(۵)جماع کے بعد(۶)حتی کہ اس کے لئے خط حد کھینچ دی، چنانچہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «**إذا جاء أحدُكم الجمعةَ فليغتسلْ**» (بخاری رقم:۸۷۷، مسلم رقم:۸۴۵)ترجمہ: جب تم جمعہ کے لئے آؤ تو ضروری طور پر غسل کرلو۔،، نیز فرمایا: «حقٌّ لله على كلِّ مسلمٍ، أن يغتسلَ في كلِّ سبعةِ أيَّامٍ، يغسِلُ رأسَه وجسدَه» (بخاری رقم:۸۹۸، مسلم رقم: ۸۴۹) ”اللہ کے لئے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ ہر سات دن میں ضرور غسل کرے، جس میں وہ اپنے سر اور جسم کو دھوئے (گویا یہ آخری حد ہے کہ سات دن میں ایک بار ضروری طور پر غسل کرنا ہے، استثنائی حالات چھوڑ کر“۔
- **کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھلنے کا اہتمام اور اس کا حکم**:غور فرمائیں، شریعتِ مطہرہ نے صفائی کا کس قدر اہتمام کیا تاکہ انسان کسی مرض کا

شکار نہ ہو، کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھوں کے دھونے کو اسلام کے اعلی اخلاق کا ایک عظیم پرتو قرار دیا، گو کہ واجب قرار نہیں دیا، لیکن اس کے **استحباب** پر زور دے کر اس کی اہمیت و مقام کو واضح فرمادیا گیا۔

- **فطرت کی خصلتیں:** نبی اکرم ﷺ نے دس چیزوں کو فطرت کی خصلتیں قرار دیا: «الفطرة خمس -أو: خمس من الفطرة- الختان، والاستحداد، وتقليم الأظافر، ونتف الإبط، وقص الشارب» (بخاری رقم:۵۸۸۹، مسلم رقم:۲۵۷)(ایک وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ یہاں فطرت سے مراد جبلت یعنی مزاج وطبیعت کے ہیں جس پر انسان کی پیدائش ہوتی ہے، یہاں مراد قدیم سنت ہے جسے انبیاء کرام علیہم السلام نے پسند فرمایا ہے اور تمام قدیم شریعتیں اس پر متفق ہیں، گویا کہ یہ پیدائشی معاملہ ہے۔ یہاں ''حصر'' یعنی ان فطری چیزوں کو ان پانچ چیزوں میں محصور کر دینا مراد نہیں ہے اس لئے دوسری ذیل کی حدیث میں) نیز فرمایا: «عشر من الفطرة: قص الشارب، وإعفاء اللحية، والسواك، واستنشاق الماء، وقص الأظافر، وغسل البراجم، ونتف الإبط، وحلق العانة، وانتقاص الماء»، قال زكريا: قال مصعب: ونسيت العاشرة: إلا أن تكون «المضمضة» (مسلم :۲۶۱، سنن ترمذی رقم:۲۷۵۷، سنن ابی داود رقم:۵۳، سنن ابن ماجہ رقم: ۲۹۳) ''دس چیزیں فطرت (انبیاء کی سنت ہیں) جو ہمیشہ سے چلی آ

رہی ہیں: ”مونچھیں کتروانا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے پوروں اور جوڑوں کو دھونا، ڈاڑھی کا چھوڑنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، بغل کے بال اکھیڑنا، ناف کے نیچے کے بال صاف کرنا، استنجاء کرنا“۔ مصعب بن شبیہ کہتے ہیں: دسویں بات میں بھول گیا، شاید وہ ”کلی کرنا ہو“۔

- **لفظ (غسل البراجم: انگلیوں کے پوروں اور جوڑوں کو دھونے) پر غور فرمائیں، ، آج کا طب ہاتھ کے دھونے کا جو طریقہ بتاتا ہے، بالکل ٹھیک وہی غسل براجم ہے ،یعنی انگلیوں کے جوڑوں اور پوروں کو خوب بہترین انداز میں دھویا جائے، رگڑ رگڑ کر اچھی طرح سے خوب خوب صاف کیا جائے تاکہ ان جوڑوں اور پوروں میں کوئی گندگی باقی نہ رہ جائے۔**
- **مونچھیں کاٹنا:** غور کیجئے کہ اسلام نے طہارت و نظافت کا کس قدر خیال کیا ہے، صحت و تندرستی کو کس حد تک ملحوظ رکھا ہے کہ مونچھیں کاٹنے کا تاکیدی حکم دیاہے تاکہ مونچھوں میں پائے جانے والے جراثیم پانی میں سرایت نہ کرجائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: «انهكوا الشوارب وأعفوا اللحى» (بخاری رقم:۵۸۹۳، مسلم رقم:۲۵۹) ”مونچھیں پست کراؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ“۔
- **اپنے گھروں کو صاف ستھرا رکھنا :** اندازہ کیجئے کہ دینِ اسلام صفائی کا کتنا خیال رکھتا ہے کہ اپنے گھروں کو مکمل صاف ستھرا رکھنے کا حکم جاری کرتا ہے، نبیؐ کریم ﷺ نے فرمایا: «إن اللهَ طيّبٌ يحبّ الطيبَ، نظيفٌ يُحِبُّ

النظافةَ، كريمٌ يحبُ الكرم، جوادٌ يُحِبّ الجودَ؛ فنظفُوا -أراه قال: أفنيتكُم-؛ ولاتشبّهوا باليهودِ»، فقال حدثنيه عامر بن سعد عن أبيه عن النبي ﷺ مثله إلا أنه قال: «نظِّفوا أفنيتكم» (سنن ترمذی رقم:٢٧٩٩،(گوکہ اس حدیث کی سند میں کلام ہے مگر)البانی نے مشکاۃ (٤٤٨٦)میں اسے حسن قرار دیا ہے۔ترجمہ:"بیشک اللہ پاکیزہ ہے،اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے،صاف ستھرا ہے،اور صفائی کو پسند کرتا ہے،کریم ہے،اور کرم نوازی کو محبوب رکھتا ہے، سخی ہے،اور سخاوت کو پسند فرماتا ہے،چنانچہ اپنے صحنوں (گھروں)کو صاف ستھرا رکھا کرو،اور یہودیوں کی مشابہت مت اختیار کرو"۔

(٢)دعا: (خاص کر صبح و شام کے اوراد و وظائف کا اہتمام ،شرعی دعاؤں کا التزام ،بدعی دعاؤں سے اجتناب و احتراز)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دعا مومن کے لئے بہت بڑا ہتھیار ہے،ابن القیم-رحمہ اللہ-فرماتے ہیں کہ دعا دشمنِ بلا ہے،اس کا دفاع کرتی ہے،اس کا علاج کرتی ہے،اس کو نازل ہونے سے روکتی اور اس کو ہٹاتی ہے (الجواب الکافی ص ٢٢،شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ ٣٧٣/٩)۔

بلاشبہ دعا بلا کو ٹال دیتی ہے،اور نیکیوں میں اضافے کا سبب ہے(ابن ماجہ رقم:٧٣)،لہٰذا ایسے موقعے پر دعاؤں کا اہتمام ہونا چاہئے چنانچہ خصوصی طور پر درج ذیل دعاؤں کا بہ کثرت اہتمام کرنا چاہئے :

(اَلف) «بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ» کااہتمام:

جیسا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَالَ: «بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُصْبِحَ ، وَمَنْ قَالَهَا حِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُمْسِيَ». صحیح أبي داود رقم:۵۰۸۹،الأدب المفرد: ٦٦٠، سنن الترمذی رقم:۳۳۸۸، سنن ابن ماجہ رقم:۳۸٦۹، سنن ابی داود رقم: ۵۰۸۹) (جس نے بسم اللہ ..... تین تین بار صبح و شام ورد کیا تو اسے کبھی کوئی چیز اچانک نہیں آسکتی اور نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے (صبح پڑھ لے تو شام تک اور شام میں پڑھنے کے بعد صبح تک)امام قرطبی-رحمہ اللہ- اس دعا کے بارے میں فرماتے ہیں: "یہ خبر صحیح اور درست بات ہے،ہم نے اس کی دلیل بطورِ دلیل وتجربہ صحیح جاناہے،جب سے میں نے سناہے اس پر عمل کیاہے اور مجھے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاسکی، یہاں تک کہ میں نے اسے چھوڑ دیا،ایک روز مجھے بچھونے ڈنک مار لیا،میں نے غور کیاتو پتہ چلا کہ اس روز میں وہ دعا پڑھنا بھول گیا تھا" (دیکھئے:الفتوحات الربانیۃ لابن علان:۳/۱۰۰)

(ب) «أعوذ بكلمات اللّٰہ التامات من شر ما خلق» کا ورد:جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «من نزل منزلاً ثم قال: أعوذ بكلمات اللّٰہ التامات

من شر ما خلق، لم يضره شيء حتى يرتحل من منزله ذلك» (مسلم رقم:۲۷۰۹)جو بھی کسی مقام پر اترا اور یہ دعا..... پڑھ لی،تو اس مکان سے رخصت ہونے تک اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔

(ج)نبی ٴاکرم ﷺ اس دعا کا بہ کثرت ورد کرتے تھے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْبَرَصِ وَالْجُنُونِ وَالْجُذَامِ وَمِنْ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ» (سنن ابی داود رقم: ۱۵۵۴،مسند أحمد رقم:۱۳۰۲۷،سنن نسائی رقم:۵۴۹۳) "اے اللہ! میں برص، پاگل پن، کوڑھ کی بیماری اور تمام بری بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔ غور فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اس حدیث میں یہ بیان کیا جارہاہے کہ نبی ﷺ کچھ مخصوص امراض سے پناہ مانگا کرتے تھے،جن کا تذکرہ اس حدیث میں ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ خود ان سے پناہ مانگتے تھے اس لیے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بہت خطرناک ہیں اور ان کے اثرات اور نتائج بہت گہرے ہیں۔ نبی ﷺ نے خاص طور پر چند امراض سے پناہ مانگی اور عمومی طور پر کئی برے امراض سے سلامتی اور عافیت طلب کی۔ اس حدیث میں تخصیص بھی ہے اور اجمال بھی۔ اس کے ایک جزء میں تفصیل ہے اور ایک جز جامع کلمات پر مشتمل ہے جس کی وضاحت یہ ہے کہ: نبی ﷺ نے پناہ مانگتے ہوئے کہتے«اللهم إني أعوذ بك من البرص» برص،سے مراد وہ سفیدی ہے جو بدن میں ظاہر ہوتی ہے اور اس سے لوگ ،انسان سے گھن کرتے ہیں جس کی وجہ سے انسان بالکل الگ تھلگ ہو کر رہ جاتا ہے،اس کے قریب کوئی پھٹکنا بھی گوارہ نہیں کرتا،

جو بسا اوقات ڈیپریشن (ذہنی دباؤ) کا سبب بن جاتا ہے۔ العیاذ باللہ، اور اللہ سب کو محفوظ رکھے "والجنون"۔ اس کا معنی ہے عقل کا زائل ہو جانا۔ عقل ہی کی وجہ سے انسان مکلف ہوتا ہے اور اسی کی وجہ سے وہ اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اسی کی وجہ سے وہ اللہ تعالی کی پیدا کردہ اشیاء اور اس کے کلام عظیم میں غور و فکر کرتا ہے۔ عقل کا ختم ہو جانا گویا انسان ہی کا ختم ہو جانا ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگ مرفوعُ القلم ہیں۔ ان تین قسم کے افراد میں سے آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو پاگل ہو چکا ہو تاوقتیکہ اسے دوبارہ سمجھ بوجھ حاصل ہو جائے۔ (صحیح ترمذی رقم:۱۴۲۳، صحیح ابو داود رقم:۴۴۰۳) "**الجذام**" یہ ایک ایسا مرض ہے جس کی وجہ سے اعضاء جسم بوسیدہ ہو جاتے ہیں اور کٹ کر گرنے لگتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔ یہ ایک متعدی مرض ہے۔ اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے کہ کوڑھی سے ایسے دور بھاگو جیسے تم شیر سے دور بھاگتے ہو(ابن ماجہ رقم:۳۵۴۳، مسند احمد رقم:۲۰۷۵)۔ «وسيء الأسقام»۔ یعنی بُرے امراض سے۔ اس سے مراد وہ جسمانی آفات ہیں جن کی وجہ سے انسان لوگوں کے مابین حقیر ہو کر رہ جاتا ہے اور لوگ طبعی طور پر اس سے دور رہنا شروع کر دیتے ہیں جیسے فالج، اندھا پن اور سرطان وغیرہ کیونکہ یہ بہت سخت قسم کے امراض ہیں جن کے علاج میں کافی پیسے خرچ ہوتے ہیں نیز اُن کا سامنا کرنے کے لیے قوی ترین صبر ہونا چاہیے۔ انہیں صرف وہی برداشت کر پاتا ہے جسے اللہ تعالی صبر دے دے اور اس کا دل باندھ دے۔ اس دعا سے اُس دین کی عظمت عیاں ہوتی ہے جو مسلمان کے جسم اور دین دونوں ہی کا لحاظ رکھتا ہے، اللہ اکبر!

(د)انسان جب بھی اپنے گھر سے نکلے، یہ دعا ضرور پڑھے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا:،،جو بندہ اپنے گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھے «بِسْمِ اللهِّ توَكَّلْتُ عَلَى اللهِّ، وَلا حوْلَ وَلا قُوةَ إلاَّ بِاللهِّ» تو اس سے کہا جاتا ہے، تو ہدایت یاب ہو گیا،(وہ اللہ تمہارے لئے) کافی ہو گیا، تو بچا لیا گیا اور شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے (سنن ابی داود رقم:۵۰۹۵، سنن نسائی رقم:۹۹۱۷، سنن ترمذی رقم:۳۴۲۶) پھر شیطان اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

لہذا ایک مردِ مسلم کو چاہئے کہ ہر قسم کی آفات• و بلیلات، مصائب و آلام سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کرتا رہے، شرعی اذکار و اوراد سے اپنی حفاظت کا سامان کرے، اسلامی و نبوی وظائف کو اپنے لئے ڈھال بنائے، کیوں کہ اس سے بہتر کوئی اور دوسری چیز ڈھال نہیں بن سکتی ہے۔

کورونا جیسے امراض کے لئے کیا قنوتِ نازلہ کا اہتمام کیا جا سکتا ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ قنوتِ نازلہ اس لئے مشروع قرار دیا گیا ہے تاکہ پیش آمدہ مسائل کے ازالے کے لئے اللہ سے دعا کی جائے، رعل و ذکوان اور عصیہ جیسے قبائل پر آپ ﷺ نے ان کے ظلم و ستم کے ازالے کے لئے ہی بد دعا کی تھی (دیکھئے: مسلم رقم:۶۷۹، نیز دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ:۲۲/۲۷۱)

علمائے اسلام کے مابین اس سلسلے میں اختلاف ہے کہ کیا کورونا جیسے امراض کے لئے قنوتِ نازلہ پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں، احناف اور شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ

قنوتِ نازلہ پڑھی جا سکتی ہے،جب کہ حنابلہ نے اس سلسلے میں نکیر کی اور کہا کہ ان جیسے امراض کے لئے قنوتِ نازلہ نہیں پڑھی جا سکتی ہے۔

اس سلسلے میں درست بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان جیسے امراض کے لئے قنوتِ نازلہ پڑھی جا سکتی ہے،کیوں کہ آپ ﷺ تمام قسم کی بری بیماریوں سے پناہ مانگا کرتے تھے،نیز اس لئے بھی کہ نازلہ کو نازلہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں پیش آمدہ مسائل کے ازالے کے لئے دعا کی جاتی ہے،اور بلاشبہ یہ بھی ایک نازلہ ہے،بلکہ وقت کا سب سے بڑا مسئلہ ہے،یہی فتوی مملکتِ سعودی عرب کی دائمی کمیٹی کا ہے
(دیکھئے :فتوی اللجنۃ الدائمہ نمبر(۱۵۳۹۱)،نیز دیکھئے:بذل الماعون :ص ۳۱۵،غمز عیون البصائر ۱۳۲/۴،الأشباہ و النظائر لا بن نجیم الحنفی ص ۳۳۱،الحلل الابریزیۃ من التعیقات البازیۃ علی صحیح البخاری ۲۹۸/۱) حافظ ابن حجر -رحمہ اللہ - فرماتے ہیں: ’’ہمارے زمانے میں قاہرہ میں جب پہلی بار ۲۷ ربیع الآخر ۸۸۷ھ میں طاعون کا واقعہ پیش آیا،اور لوگ کثیر تعداد میں جاں بحق ہونے لگے تو سب نے باہر نکل کر اجتماعی دعا کی....‘‘(دیکھئے: بذل الماعون، ص ۳۲۹)،عمر بن عبد العزیز -رحمہ اللہ-نے اپنے وقت میں جب بکثرت زلزلے واقع ہونے لگے تو اپنے ما تحت شہروں کے گورنروں کو لکھا کہ قنوتِ نازلہ کا اہتمام کیا جائے،توبہ واستغفار اور صدقہ وخیرات کیا جائے(دیکھئے:بذل الماعون ص ۳۳۱، نیز دیکھئے: مجموع فتاوی ومقالات متنوعۃ لابن باز ۱۲۹/۲)

معلوم ہوا کہ نوازل ،امراض،وباؤں اوربلاؤں کے وقت قنوتِ نازلہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(۳)قوت مدافعت

جیساکہ اوپر ذکر کیا گیا کہ (تادمِ تحریر)(۱۴۵۸۱۰)(ایک لاکھ پینتالیس ہزار آٹھ سودس)یعنی ایک لاکھ سے زیادہ لوگ اس کورونا سے متاثر ہوئے،جن میں سے اب تک(۵۷۴۴۴) ہزار سے لوگ عافیت وصحت پا چکے ہیں،اور وہ اپنی قوتِ مدافعت کی وجہ سے رو بہ صحت وعافیت ہوئے ہیں،لہذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر یہ قوت (قوتِ مدافعت) پیدا کریں،تاکہ کسی بھی مرض کا ہم پوری جواں مردی اور طاقت و ہمت کے ساتھ اس کا مقابلہ مقابلہ کر سکیں،اور وہ ہم پر حملہ آور نہ ہوسکے۔

قوتِ مدافعت کیا ہے ؟

مناعی نظام، (جسے دفاعی نظام بھی کہہ سکتے ہیں) انسانی جسم کو صحت مند رکھنے اورہر طرح کی بیماریوں، عفونت اور وائرس سے بچاؤ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
انسانی جسم کا امیون سسٹم یعنی قوت مدافعت ہمیں بیماریوں سےلڑنے کے خلاف مدد فراہم کرتی ہے۔جن لوگوں کی قوت مدافعت کمزور ہوتی ہے ان پر مختلف بیماریاں جلدی حملہ آور ہوجاتی ہیں اس کےبرخلاف مضبوط قوت مدافعت والے لوگ بیماریوں پر جلد قابو پالیتے ہیں۔

قوت مدافعت ہر جاندار چاہےوہ انسان ہو یا جانور اس کے جسم میں موجودایک ایسی قوت یا طاقت ہوتی ہے جو اس کے جسم میں مختلف اقسام کے امراض کے خلاف بچاؤ یا دفاع کا کام سر انجام دیتے ہیں۔انسانی جسم میں ایک بہت پیچیدہ قسم کا نظام موجود ہوتا ہے جس میں جسم کے مختلف حصے اور اعضاء ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہوتے ہیں اور کسی بھی بیماری سے محفوظ رہنے کے لیےانسانی جسم میں قوت مدافعت ایک خود کار نظام کی طرح موجود ہوتا ہے جو بیماریوں کا سبب بننے والے مختلف اقسام کے جراثیم جن میں بائیکٹریا، وائرسز،کینسر کے خلیات اور دیگر جرثومے موجود ہوتے ہیں ان کو جسم پرحملے کے ابتدائی مرحلے پر ہی روک دیتا ہے،جس کی وجہ سے ہم مختلف بیماریوں سے خودکو محفوظ رکھ سکتے ہیں مگر جب ہمارے جسم میں مختلف وجوہات کی بنا پر یہ قوت مدافعت کمزور ہونے لگتی ہے تو پھرجسم میں بیماریوں سےلڑنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان کے مختلف اقسام کی بیماریوں میں مبتلا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔لہٰذا ایک تندرست اور صحت مند جسم کے لیےطاقتور مدافعتی نظام بیحد ضروری ہوتا ہے۔مختلف اقسام کی ادویات، ویکسینز اور علاج معالجے مریض کے جسم میں بائیکٹیریا، وائرسز اور دیگر جراثیم سےنجات دلانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں مگر مدافعتی نظام ان کو مزید طاقت فراہم کرتا ہے۔

اس نظام میں اعضاء اور مناعی خلیات اور مناعی سالمیات شامل ہوتے ہیں۔ ہمارا مدافعتی نظام چوبیس گھنٹے جراثیموں اور بیکٹریاز سے متصادم رہتا ہے۔ یہاں تک کہ خراب قسم کے جراثیم اس نظام کو اتنا کمزور بنا دیتے ہیں کہ آئے دن کوئی نا کوئی بیماری حملہ کرتی رہتی ہے۔ مناعی نظام کو مضبوط بنانے کے چندبنیادی اصول مندرجہ ذیل ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند اصول کاتذکرہ کر دیا جائے۔

(اَلف)کافی اور صحت بخش نیند

جسمانی، نفسیاتی اور ذہنی صحت کا گہرا تعلق نیند سے ہوتا ہے۔جو شخص رات کو اچھی نیند سے محروم ہوتا ہے وہ اگلے دن نا صرف تھکاوٹ کا شکار رہتا ہےبلکہ نیند کی مسلسل خرابی اُس کے اندر ذیابیطس،دوران خون سے جُڑے امراض قلب اور موٹاپے کی بیماری کا سبب بنتی ہے۔اس بارے میں امریکا کےبوسٹن میسیچو سیٹس کے طبی تحقیقی ادارے کے محققین نے ریسرچ کی ہے۔ان کا کہنا ہےکہ دوران نیند جسم قدرتی طور پر ایک ایسا ہارمون پیدا کرتا ہے، جو مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے کے لیے ضروری ہے۔نیند کی کمی اس ہارمون کی افزائش کو بندکردیتی ہے۔ماہرین کا کہنا ہے کہ اوسطاً سات گھنٹے کی رات کی نیند ہرصحت مند انسان کے لیے ناگزیر ہے۔اس کے علاوہ وقت سےسونا اور بغیر وقفے کی نیند صحت پر مثبت اثرات مرتب کرتی ہے(اس حوالے سےامام ابن القیم نےانتہائی نفیس بحث کی ہے دیکھئے: مدارج السالکین ۱/۴۵۹-۴۶۰)

(ب) صحت بخش غذا کا استعمال

قوت مدافعت کی مضبوطی اور صحت بخش غذا کا استعمال لازم و ملزوم ہیں۔ مختلف نوعیت کے وٹامن، مناسب مقدار میں پروٹین اور لحمیات کے علاوہ کیلشیم سے بھرپور غذا کا استعمال مدافعت کے نظام کو رواں رکھنے کے لیے کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ ڈنمارک کی کوپن ہیگن یونیورسٹی کے محققین کے مطابق ہڈیوں کے لیے ضروری تصور کیا جانے والا وٹامن ڈی امیون سسٹم یا مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اس کی مدد سے مختلف جراثیم کو مارنے والے سیلز پیدا ہوتے ہیں۔ وٹامن حاصل کرنے کا ایک قدرتی طریقہ تازہ ہوا اور سورج کی روشنی میں چہل قدمی بھی ہے۔ طبی ماہرین تازہ سبزیوں، پھلوں اور پینے کے صاف پانی کی وافر مقدار کے استعمال پر غیر معمولی زور دیتے ہیں۔

(ج) جسمانی ورزش (چہل قدمی)

پابندی سے جسم کو حرکت میں رکھنا، ورزش، اور (خاص کر صبح سویرے) چہل قدمی جیسے عوامل انسانی جسم کے مدافعتی نظام کو فعال رکھنے میں گاڑی کے موٹر انجن کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ جسمانی ورزش نہ صرف دوران خون کو صحیح رکھنے میں مدد دیتی ہے بلکہ اس سے موٹاپے، جوڑوں کی بیماریوں اور خاص قسم کے ذہنی عارضوں سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ جسمانی حرکت یا ورزش وغیرہ کی کمی سے نا صرف جسم کو زنگ لگ جاتا ہے بلکہ اندرونی اعضاء رفتہ رفتہ ناکارہ ہوناشروع

ہو جاتے ہیں اور سب سے پہلے مدافعتی نظام کو نقصان پہنچتا ہے، پنجوقتہ صلاۃ بھی یہی کردار ادا کرتی ہے، پابندی سے نمازیں ادا کرنے والا مختلف امراض وعوارض سے محفوظ رہتا ہے، طبِ جدید نے اسے بخوبی ثابت کر دیا ہے۔

(۴) قوت ایمانی اور ربانی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس سے مجالِ انکار نہیں کہ اللہ رب العالمین پر مکمل اور قوی ایمان، رب کائنات کی عظمت وسطوت پر ایقان واذعان، اس کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ پر اعتماد وتوکل سارے خیر وفلاح، تمام بھلائی، کامیابی اور کامرانی کا منبع اور سرچشمہ ہے، لہذا ایسے وقت میں جبکہ پوراعالم (اسلامی وغیر اسلامی) اس مرض کی شدت وخطرناکی سے جوجھ رہاہے، درج ذیل امور پر انتہائی سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے:-

- اللہ تعالی پر یقینِ کامل اور ایمانِ صادق رکھنا ہوگا کہ بیماریوں سے شفا بخشنے والا صرف اور صرف اللہ کی ذاتِ مقدس ہے، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ (الشعراء:۸۰) ابراہیم علیہ السلام کے حسنِ ادب پر غور کیجئے کہ کس طرح بیماری کو اپنی طرف کو منسوب کرکے شفا کی نسبت اللہ کی طرف کی، اور انتہائی ادب سے فرمایا کہ (جب بیمار ہوتاہوں تو اللہ ہی شفا دیتا ہے، اس کے علاوہ کسی کے ہاتھ میں شفا نہیں ہے) جب یہ عقیدہ کسی بھی قلبِ مضطر میں جاگزیں ہو جائے تو بیماری بھی دور بھاگنے پر مجبور ہو جاتی ہے، اور کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔

- اس امر پر بھی عقیدۂ جازم رکھنا ہو گا کہ اللہ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام (الشافی) بھی ہے، مرض بھی اسی کے حکم سے پیدا ہوتا ہے، اور شفا بھی وہی دیتا ہے، اور یہ بھی کہ جسے چاہے، جب چاہے شفادے دے، اور جسے چاہے تادیر مرض میں مبتلا رکھے' اس میں مضمر حکمت کو اللہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جان سکتا ہے۔
- ذرا غور کیجئے جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ نے اپنے چچیرے بھائی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو چند باتوں کی نصیحت فرمائی اور انتہائی دل پذیر اور سحر انگیز نصیحت فرمائی، لفظوں اور جملوں پر غور کیجئے: «واعلم أن الأمة لم اجتمعت على أن ينفعوك بشيء لم ينفعوك إلا بشيء قد كتبه الله لك وان اجتمعوا على أن يضروك بشيء لم يضروك إلا بشيء قد كتبه الله عليك رفعت الأقلام وجفت الصحف» (سنن ترمذی رقم:۲۵۱۶) "جان لو! اگر پوری امت تمہیں فائدہ پہنچانے کے لئے اکٹھا ہو جائے، تو بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی مگر جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، اور اگر پوری امت تمھیں نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائے تو تیرا کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا الا یہ کہ اللہ نے لکھ دیا ہو، قلم اٹھا لئے گئے، اور صحیفے خشک ہو گئے،، لہذا وہی ہو گا، جسے اللہ نے لکھ رکھا ہو گا، اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہو گا، دنیا چاہے جتنی کوششیں کر لے، جد و جہد فرما لے، جتن و سعی کے جتنے چاہے حربے اور طریقے اختیار کر لے، اگر مذکورہ عقیدہ جاگزیں ہو جائے تو ساری الجھنیں کافور ہو سکتی

ہیں، تمام پریشانیاں ختم ہو سکتی ہیں، اور جس کرب و اضطراب میں بندۂ مسلم مبتلا ہے، رفو چکر ہو سکتا ہے' شیخ محمد بن صالح عثیمین نے ریاض الصالحین کی شرح کرتے ہوئے انتہائی نفیس بحث فرمائی ہے (دیکھئے: شرح ریاض الصالحین:۱/۴۹۱-۴۹۲)

- اس بات پر بھی غور کیجئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «ما أصابك لم يكن ليخطئك وما أخطأك لم يكن ليصيبك»(المقاصد الحسنة رقم:۱۸۸) "جو بلا تم کو آئی ہے، یہ ٹلنے والی نہیں تھی، اور جو ٹل گئی وہ آنے والی نہیں تھی"۔ اگر اس طرح کی قوتِ ایمانی سے بندہ سرشار ہو جائے تو پھر کبھی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی، اور شریعتِ مطہرہ کی عقدی تعلیمات کی یہی روح ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ (التوبة:۵۰) "آپ کہہ دیجئے ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کہ کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی، وہ ہمارا کارساز اور مولی ہے، مومنوں کو تو اللہ کی ذاتِ پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے"۔
- **قضاو قدر پر ایمان:** یہ انتہائی ضروری امر ہے کہ انسان تقدیر پر ایمان رکھے (بلکہ یہ ایمان کا ایک اہم حصہ ہے) کہ ہونی کو کوئی ٹال نہیں سکتا، اور جو بھی ہو گا اللہ کی طرف سے ہی ہو گا اور یہ بھی اسی ایمانی قوت اور ایقانی طاقت کا ایک اٹوٹ حصہ ہے، اس لئے ہمیشہ بندہ مومن کو خود سپردگی، اللہ پر توکل، تمام معاملات اللہ کے حوالے کرنے جیسے امور پر ایمان لانا چاہئے (بلکہ ضروری اور حتمی ہے، جب یہ بات

مسلمہ ہے کہ حکمِ ربانی کے بغیر کوئی پتہ حرکت نہیں کرتا، تو یہ کورونا جیسے امراض ہمیں کیوں کر نقصان پہنچاسکتے، ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر اللہ نے ہمارے لئے کورونا ہی مقدر کیا ہو گا تو اس سے ہم قطعی نہیں بچ سکتے، یہ تو آکر ہی رہے گا، چاہے ہم جہاں اور جس جگہ بھی ہوں۔

(۴) کوروناوائرس زدہ اشخاص سے دور رہا جائے

میڈیکل سائنس کی طرح اسلام بھی بیماریوں سے بچنے کی ترغیب دیتا ہے، بلکہ میڈیکل سائنس کی تعلیمات تو اسلامی تعلیمات کی مرہونِ منت ہیں، لہذا اسلام بھی بیماری کے متعدی ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: «لا یوردن ممرض علی مصح» (مسلم رقم:۵۷۹۱) "بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لے جاؤ"۔

ایک دوسری حدیث میں رسول ﷺ نے فرمایا: «فر من المجذوم کما تفر من الأسد» (بخاری رقم:۵۷۰۷) "جذامی شخص سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو،، طبِ جدید کی تحقیق کی روشنی میں اس کی علت یہ ہے کہ جب آدمی بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے تھوک کے چھینٹے نکلتے ہیں جس میں بیماری کے کافی جراثیم موجود ہوتے ہیں، یہ جب مخاطب کے اوپر پڑیں گے تو مخاطب کو بھی بیماری میں مبتلا کر سکتے ہیں۔

اسی طرح بیماری کے پھیلنے سے بچاؤ کے لئے طاعون زدہ علاقہ میں نہ جانے اور وہاں سے بھاگنے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: «إذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تد خلوها واذا وقع بارض انتم بها فلا تخر جوا منها» (بخاری رقم:۵۷۲۸)۔"جب تمہیں معلوم ہو کہ کسی جگہ طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ اور جہاں تم ہو وہاں اگر طاعون پھیل جائے تو اسے چھوڑ کر مت جاؤ"۔ان تمام احادیث یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بعض بیماریاں متعدی ہوتی ہیں جن سے احتیاط برتنا ضروری ہے،اور اس طرح کا احتیاط قطعی طور پر اسلامی عقیدے کے منافی نہیں ہے۔

بیماری کے متعدی ہونے اور اس سے بچنے کے لئے مندرجہ بالا تمام حدیثوں کی تاکید کے باوجود بھی آج بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو بیماری کے متعدی ہونے کے قائل نہیں ہیں اور بیماریوں سے احتیاط برتنا ان کے نزدیک گویا ایک غیر شرعی عمل ہے حالانکہ صحیح بخاری کی حدیث "لا عدویٰ" "چھوت لگ جانے کی کوئی حقیقت نہیں" (بخاری رقم:۵۷۷۲) سے مراد قطعی یہ نہیں کہ چھوت چھات کوئی چیز نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر واقعی لاعدویٰ سے مراد یہی ہے تو آج کی میڈیکل سائنس اس حدیث کو غلط ثابت کر رہی ہے اور احادیث صحیحہ کبھی بھی غلط ثابت نہیں کی جاسکتیں یہ ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے،اور صبحِ قیامت تک اسی پر قائم رہیں گے ۔ان شاء اللہ۔۔ اس حدیث کی تشریح کچھ یوں بھی کی جا سکتی ہے کہ "بعض بیماریاں جو متعدی (infectious) سمجھی جاتی ہیں اس میں ان کے

متعدی ہونے کا انکار نہیں بلکہ صرف عقیدے کی درستگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس میں اصل چیز اللہ کی مشیت ہی کو سمجھنا چاہئے نہ کہ کسی بیماری کو"(دیکھئے:شرح ریاض الصالحین ۴۱۸/۲،تقریبا یہی بات محدث مدینہ علامہ عبدالمحسن العباد-حفظہ اللہ-نے بھی لاعدوی.... والی حدیث کی شرح میں کہی ہے)بعض علماءنے لاعدویٰ سے یہ استدلال کیا ہے کہ امراض متعدی نہیں ہوتے۔ان کے متعدی ہونے کا تصور غیر اسلامی ہے۔لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہےاس میں درحقیقت مرض کی چھوت چھات کے جاہلانہ تصور کی تردید ہے۔یہ دنیااسباب وعلل کی دنیاہے۔اس لیے انکار نہیں کیاجاسکتا کہ یہاں ہر واقعہ کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتاہے۔بعض امراض میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ ان کے جراثیم تیزی سے پھیلتے ہیں۔اور جو جاندار بھی ان کے زد میں آتاہے اس پر حملہ آور ہوجاتے ہیں۔اس طرح کے کسی مرض میں جب کوئی شخص مبتلاہوتاہے تو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور ملنے جلنے والوں کو احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔احتیاط نہ ہو تو وہ بھی اسکی لپیٹ میں آسکتے ہیں لیکن یہ انسان کی نادانی ہے کہ وہ مادی اسباب ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے اور اس حقیقت کو بھول جائے کہ اسباب اور ان کے نتائج دونوں اللہ کی مرضی کے پابند ہیں وہ نہ چاہے تو کچھ نہیں ہو سکتا(تقریبا یہی بات امام نووی نے شرح مسلم میں کہی ہے،دیکھئے:شرح مسلم :۲۱۷/۱۴)حدیث (لاعدویٰ) کا مطلب یہ ہے کہ بیماری فی نفسہ متعدی نہیں ہوتی بلکہ وہ اگر کسی کو لگتی ہے تو اللہ کے حکم اور اس کی مشیت سے ہی لگتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے

اسباب و علل کا انکار نہیں فرمایا ہے، اور نہ ہی اسے توحید کے منافی قرار دیا ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض متعدی ہونے سے انکار نہیں کیا ہے ایک دوسری حدیث میں ملتا ہے جس میں آپ ﷺ نے صاف صاف بیماری کے متعدی ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہے: «لا یوردن ممرض علی مصح» (مسلم رقم:۵۷۹۱) "بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لے جاؤ"۔ اسی حدیث کے پیش نظر میڈیکل سائنس Isolation کی بات کرتی ہے، اور یہ اسلامی عقیدہ کی روح کے منافی بھی نہیں ہے، چنانچہ اس میں متعدی مرض میں مبتلا مریضوں کو عام لوگوں سے الگ تھلگ رکھا جاتا ہے (جسے آج کی اصطلاح میں الحجر الصحی (Quarantine) کہا جاتا ہے) بیمار جانوروں کو تندرست جانوروں سے الگ رکھنے کی تاکید اس لئے کی گئی ہے تاکہ بیماری ان میں بھی نہ پھیلے۔

علامہ ابن باز -رحمہ اللہ- فرماتے ہیں: **"یہ شر سے بچنے اور اس کے اسباب سے دوری کی وجہ سے ہے، ورنہ امور تو سارے کے سارے اللہ کے ہی ہاتھ میں ہیں، اپنے آپ کوئی بھی چیز متعدی نہیں ہوتی، وہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، آگے فرماتے ہیں: چنانچہ (یعنی متعدی مریض سے) آپسی میل ملاپ بیماری کا سبب ہے، لہذا ایسے مریض (جو کسی متعدی مرض میں مبتلا ہو) سے دوری بنائے رکھنا چاہئے...."** (دیکھئے: مجموع فتاوی ابن باز:۸/۲۴-۲۵)

(۵) قرآن کی تلاوت : تمام الہامی کتب سے بڑھ کر عزو شرف والی کتاب، عظمت اور فضیلت والی کتاب، خیر و برکت سے مالامال، ہدایت اور حکمت سے

لبریز، شک و شبہ سے بالاتر، حق و باطل میں فرق کرنے والی، جہالت و ضلالت، شرک و بدعات، بدعات و خرافات کے اندھیروں سے نکال کر توحید و سنن کے نور سے منور کرنے والی، ایمان لانے والوں کو جنت کی بشارت دینے والی اور انکار کرنے والوں کو جہنم سے ڈرانے والی، بنی نوع انسان کے لئے سب سے بڑی نعمت۔۔۔ قرآن مجید، اللہ سبحانہ و تعالی کا کلام، جس رات نازل ہوا، اس رات کی عبادت ہزار مہینے (یا ۸۳ سال) کی عبادت سے افضل قرار دی گئی۔ (سورۃ القدر، آیت نمبر ۱ تا ۳)

قرآن کریم کی ہر آیت میں شفا مضمر ہے، قرآنِ کریم کے درج ذیل آیات پر غور فرمائیں:

- ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُم مَّوۡعِظَةٞ مِّن رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٞ لِّمَا فِي ٱلصُّدُورِ﴾ یونس: ۵۷] ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کی لئے شفا آگئی ہے''۔
- ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلۡقُرۡءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٞ وَرَحۡمَةٞ لِّلۡمُؤۡمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارٗا﴾ [الإسراء: ۸۲] ''اور ہم قرآن میں جو کچھ نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لئے شفاء ہے مگر ظالموں کے لئے یہ قرآن خسارے کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا''۔

- ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ﴾ ”قرآن ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے“ (حم السجدہ ۴۴)، چنانچہ غور فرمائیں:

(الف) **سورۂ الاخلاص اور معوذتین بچھو کے کاٹے کا علاج ہے:** نیز سورہ الاخلاص اور معوذتین پڑھ کر دم کرنا چاہئے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ **آپ ﷺ نے بچھو کے کاٹنے پر اس جگہ کو نمک ملے پانی سے دھویا اور سورہ الاخلاص اور معوذتین پڑھ کر اس وقت تک دم فرماتے رہے جب تک آرام نہیں آیا۔ (دیکھئے: زاد المعاد ۱۱۵/۴، المواہب اللدنیۃ ۶۴/۳) نیز نبیٔ کریم ﷺ کا معمول تھا، آپ ﷺ رات میں سونے سے پہلے سورۂ الکافرون اور معوذتین پڑھ کر اپنے آپ تین بار پر دم کرتے ،اور سو جاتے تھے** (دیکھئے: بخاری رقم: ۵۰۱۷)

(ب) سورۂ الفاتحہ بچھو کے زہر کو یکسر ختم کردیتی ہے: حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک فوجی مہم پر روانہ فرمایا، ایک رات ہم نے ایک قوم کے پاس پڑاوٴ ڈالا، (چونکہ ہمارے پاس توشۂ سفر نہیں تھا، اس لئے عرب کے دستور کے مطابق) ہم نے مقامی لوگوں سے ضیافت کی درخواست کی، لیکن انہوں نے ہماری ضیافت نہیں کی، اتفاق سے ان کے سردار کو کسی موذی جانور نے کاٹ لیا، تو انہوں نے ہمارے پاس آکر کہا کہ: تم میں کوئی بچھو کے کاٹے کو دم کرتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! میں دم کرتا ہوں، مگر نہیں کروں گا، یہاں تک کہ تم ہمیں بکریاں دو، انہوں نے کہا: ہم تمھیں ۳۰ بکریاں دیں گے (اہل قافلہ ۳۰ تھے) چنانچہ ہم نے منظور کرلیا، اور سات مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کردیا، تو وہ ٹھیک ہوگیا، اور ہم نے بکریاں

وصول کرلیں، مگر ہمارے دل میں ان بکریوں کے تئیں شبہ ہوا(پتہ نہیں کہ یہ حلال ہیں یا نہیں، کیونکہ آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قرآن پڑھنے کے عوض مال لینے کو سختی سے منع کرر کھا تھا)اس لئے طے پایا کہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضری تک صبر کیا جائے چنانچہ جب ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو میں نے ساراواقعہ آپ سے عرض کیا، آپ نے حیرت سے دریافت فرمایا کہ: تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورۃ جھاڑ پھونک ہے؟ بکریاں لے لو، اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی لگاؤ۔(یہ آپ نے خاطر داری اور ملاطفت کے لئے فرمایا) (**بخاری رقم:٢٢٧٦، مسلم رقم:٢٢٠١**)اس لئے اس سورۂ شریفہ کے ناموں میں:(واقیہ) بچانے والی، شافیہ (شفادینے والی)سورۃ الشفا(شفا بخشنے والی) بھی ہے،یعنی بیماری خواہ روحانی ہویاجسمانی، چھوٹی ہو یابڑی، قابل علاج ہو یالا علاج، سورہ فاتحہ کی برکت اور تاثیر یہ ہے کہ اس میں ہر بیماری کا علاج موجود ہے۔ چنانچہ اسے بہ کثرت پڑھنے کا معمول بناناچاہیے، تاکہ ہر قسم کی بیماری سے نجات حاصل ہو،ابن القیم فرماتے ہیں:،، مجھے کافی تکلیف رہتی تھی، حتی کہ ہلنے ڈولنے میں کافی دقتوں کا سامنا ہوتا تھا،طواف وغیرہ میں بھی کافی پریشانی ہوتی تھی،چنانچہ میں سورۂ الفاتحہ پڑھتا تھا،اور تکلیف کی جگہ پر مل لیتا تھا،تو گویا کہ کنکریاں گر رہی ہوں،ایسے ہی میرے درد گرتے تھے،اس عمل کامیں نے باربار تجربہ کیا“ (مدارج السالکین:١/٥٨)

(ج)**آیت الکرسی سے علاج**: آیت الکرسی کے تعلق سے چند حقائق ملاحظہ فرمائیں:۔

(ا) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے رمضان کی زکاۃ(صدقۂ فطر) کی حفاظت کے لیے مقرر فرمایا تو ایک رات کو ایک آنے والا آیا

اور اس نے (اپنے کپڑے میں) کھانے والی چیزیں بھرنا شروع کر دیں، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو، میں محتاج، عیال دار اور سخت حاجت مند ہوں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوہریرہ! اپنے رات کے قیدی کا حال تو سناؤ؟" میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! جب اس نے کہا کہ وہ سخت حاجت مند اور عیال دار ہے تو میں نے رحم کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے اور پھر آئے گا"۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ واقعی دوبارہ آئے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دے دی تھی کہ وہ دوبارہ آئے گا، سو میں چوکنا رہا، چنانچہ وہ آیا اور اس نے (اپنے کپڑے میں) خوراک ڈالنا شروع کر دی۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ کہنے لگا: مجھے چھوڑ دو میں بہت محتاج ہوں اور مجھ پر اہل وعیال کی ذمہ داری کا بوجھ ہے، اب میں آئندہ نہیں آؤں گا۔ میں نے رحم کھاتے ہوئے اسے پھر چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوہریرہ! اپنے قیدی کا حال سناؤ؟" میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے سخت حاجت اور اہل وعیال کی ذمہ داری کے بوجھ کا ذکر کیا تو میں نے ترس کھاتے ہوئے اسے پھر چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر آئے گا"۔ میں نے تیسری بار اس کی گھات لگائی تو وہ پھر آیا اور اس نے (اپنے کپڑے میں) کھانے کی اشیاء ڈالنا شروع کر دیں۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، اب میں تجھے

ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ بس یہ تیسری اور آخری دفعہ ہے، تو روز کہتا ہے کہ اب نہیں آئے گا لیکن وعدہ کرنے کے باوجود پھر آجاتا ہے۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے رات کی قیدی کا حال سناؤ؟،، میں نے عرض کی ،اے اللہ کے رسول! اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے کچھ ایسے کلمات سکھائے گا جن سے اللہ تعالی مجھے نفع دے گا تو (یہ سن کر) میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کلمات کیا ہیں؟“ میں نے عرض کی، اس نے مجھ سے کہا کہ جب بستر پر آؤ تو اول سے آخر تک مکمل آیت الکرسی پڑھ لیا کرو تو اس سے ساری رات اللہ تعالی کی طرف سے ایک محافظ تمہاری حفاظت کرے گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہیں آسکے گا۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس نے تم سے بات تو سچی کی ہے حالانکہ وہ خود تو جھوٹا ہے، اے ابوہریرہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم تین راتیں کس سے باتیں کرتے رہے ہو؟“ میں نے عرض کی نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا ”وہ شیطان تھا“۔ (بخاری رقم:۲۳۱۱)

(۲) معلوم ہوا کہ **اگر کوئی مردِ مسلم رات میں سونے سے قبل آیت الکرسی پڑھ لیتا ہے، تو پھر رات بھر وہ اللہ کے حفظ و امان میں چلا جاتا ہے**، کوئی بھی آفت، بلا، مصیبت، بیماری، جن، بھوت، پریت، آسیب وغیرہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا ،جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: «إذا أويتَ إلى فراشِكَ فاقرأ آيةَ الكرسي، فإنه لن يزالَ معكَ من اللهّ تعالى حافظ ، ولا يقربَك شيطانٌ

حتى تُصْبِحَ» (بخاری رقم:۲۳۱۱) ”جب تو بستر پہ آئے اور آیہ الکرسی پڑھے تو اللہ تعالی کی طرف سے ایک محافظ مقرر کر دیا جاتا ہے اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آسکتا۔اس حدیث سے رات میں سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کو پڑھ کر سونے کے بعد اللہ کی طرف سے ایک نگہبان مقرر کر دیا جاتا جو اس کی حفاظت پر مامور ہوتا ہے، اندازہ کیجئے کہ (من اللہ حافظ) کہہ کر نبی کریم ﷺ نے اس بات کی گارنٹی دے دی ہے کہ آیت الکرسی پڑھ کر سونے والا کبھی آفات وبلیلات کا شکار نہیں ہو سکتا۔

(۳) آیت الکرسی جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ» (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:۱۰۰) ”ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اسے جنت میں داخلے سے سوائے موت کوئی چیز نہیں روک سکتی“۔

(د) آپ ﷺ کا معمولِ مبارک تھا کہ ہر رات سونے سے قبل سورۂ البقرہ کی آخری دوآیتیں پڑھ کر سو جاتے تھے ،اور فرماتے تھے : «مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاه» (بخاری رقم:۵۰۰۹، مسلم رقم:۸۰۸) ”جو سورۂ البقرہ کی آخری دو آیتیں رات میں پڑھ لے تو وہ دونوں اس کے لئے کافی ہیں(کافی ہیں:

کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تمام آفات و بلیلات ،امراض و اسقام اور وباؤں سے حفاظت کے لئے کافی ہیں")۔

(٦)**شہد کا استعمال** : اللہ تعالی نے شہد پیدا فرمایا،اور اس میں بندوں کے لئے شفا رکھ دی،اللہ تعالی کا فرمان ہے : ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾ (النحل: ٦٩) "اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے"۔

چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے بھائی کا پیٹ چل رہا ہے،(یعنی وہ بد ہضمی کا شکار ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اُسے شہد پلاؤ، اُس نے اپنے بھائی کو شہد پلایااور پھر بارگاہ نبوی ﷺ میں آکر عرض کیا کہ میں نے اسے شہد پلایا، لیکن دست اور زیادہ ہونے لگے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ شہد پلاؤ اور اس طرح تین مرتبہ وہ شخص آیا اور تینوں مرتبہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا، چوتھی مرتبہ جب اُس نے کہاکہ میں نے اُسے شہد پلایا،لیکن دست اور زیادہ آنے لگے۔رسول اکرم ﷺ نےاُس کی بات سن کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہےاور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے۔پھر اُس نے ایک مرتبہ پھر اپنے بھائی کو شہد پلایاتو اُسے شفا ہوئی اور وہ تندرست ہو گیا۔(بخاری رقم٥٧١٦، مسلم رقم:٢٢١٧)

طبِ جدید کا بنظرِ غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہد کے بیشمار فوائد ہیں ،چنانچہ شہد ایک مفید غذا اور دوا کے طور پر قدیم زمانہ سے ہی متعارف ہوا ،اور لوگ زمانے سے ہی اس کے فوائد کا اعتراف کرتے رہے ہیں۔چقندر کے شکر کی ایجاد سے قبل شہد ہی کو مٹھاس کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔چند فوائد ملاحظہ فرمائیں:۔

(١) شہد ایک بے مثال بھر پور غذا اور دوا ہونے کے علاوہ ایک موئثر قسم کی جراثیم کش تدبیر ہے۔جدید تحقیقات طب وسائنس نے بھی اس پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے کہ شہد میں کسی قسم کے جراثیم زندہ نہیں رہ سکتے،سبحان اللہ (فیہ شفاء للناس)

(٢)جدید طب (ایلو پیتھی سسٹم آف میڈیسن) کی بنیادہی نظریہ جراثیم پر ہے۔شہد جراثیم کش ہونے کے باعث نہ صرف جراثیمی امراض سے محفوظ رکھتا ہے بلکہ اس میں کسی قسم کے جراثیم زندہ نہیں رہ سکتے۔

(٣)شہد اپنے اندر قوت ِ مدافعت کی بھر پور قوت رکھتا ہے،چنانچہ رومن موئرخ پلوٹارک نے قدیم برٹش کے لوگوں کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی عمر طویل ہونے کا سبب شہد کا بکثرت استعمال تھا نیزہاپکنیز یونیورسٹی کے پروفیسر ای وی میکا کہتے ہیں کہ شہد بہترین حفاظتی ومدافعتی تدبیر ہے،اسی لئے **اطباء کورونا جیسے امراض سے بچاؤ کے لئے شہد کا استعمال انتہائی مفید قرار دیتے ہیں۔**

(۴)دل کے مرض کے لئے بھی **شہد تریاق کی حیثیت رکھتا ہے** چنانچہ یونانی محکمہ حفظان صحت کے افسر اعلیٰ ڈاکٹر جے ایچ کیو ج نے اپنی کتاب جدید غذائیہ میں لکھاہے: ”کسی طویل بیماری میں مثلاً محرقہ یا نمونیہ وغیرہ میں مریض کا ہاضمہ کمزور ہو جاتا ہے ،ایسی صورت میں جب مریض کا دل بھی کمزور ہوتو شہد عمدہ تدبیر ہے“۔

(۵)امریکن ڈاکٹر کلینٹس جار دس کا کہنا ہے کہ **اگر جسم کے اندر معدنی اجزاء کم ہوں تو اسے پورا کرنے کا آسان نسخہ** یہ ہے کہ دو چمچے سیب کے سرکہ میں اتنا ہی شہد ملا لیا جائے یہ ترش مرکب گھٹیا مرض سے لے کر دمہ تک اور بچپن سے بڑھاپے،نیز جلد کے امراض تک تمام امراض میں شفاء بخش ہے۔(دیکھئے:برطانیہ کے ایک ثقہ طبی مجلہ ”Lancet“میں شہد کے اثرات کے بارے میں سرٹامس کا ۱۹۲۵میں ایک مشاہداتی تحریر)

(۶)شہد کو **قدرتی طور پر کھانسی اور زکام روکنے کی طاقت** سے بھی بہرہ ور کیاگیا ہے،چنانچہ بالخصوص موسمِ سرما میں شہد کافی مفید اور نفع بخش ہے، ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ شہد کے دو چمچے کھانسی کے لئے زہر (Cough painkillers)کی حیثیت رکھتے ہیں،سبحان اللہ،ان فوائد پر غور فرمائیں، قولِ ربانی (فیہ شفاء للناس) کی حقانیت از خود طشت از بام ہوجائے گی۔

(۷)پانی (بالخصوص زمزم کاپانی)

بلاشبہ پانی اللہ تعالی کی بڑی نعمت ہے،اس میں کئی قسم کے امراض کا علاج رکھاگیاہے،انسانی وجود چار عناصر آگ (حرارت)مٹی، ہوا اور پانی پر مشتمل ہے،آگ کا مزاج گرم خشک، مٹی کا مزاج سرد خشک، ہوا کا مزاج گرم تر اور پانی کا مزاج سرد ترہے۔اگر چہ انسانی وجود کی تخلیق میں پانی کے ساتھ دیگر عناصر کی اہمیت بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے لیکن پانی ایک ایسا عنصر ہےجوانسانی جسم میں ۷۰ فی صد تک پایا جاتا ہے۔ پانی آکسیجن اور ہائیڈروجن کا کیمیائی مرکب ہے جو کائنات میں ہر ذی روح کی زندگی کا سب سے بڑا سبب ہے۔اس حقیقت کو خالقِ کائنات نے قرآنِ حکیم میں بھی واضح کرتے ہوئے فرمایا: ’’ہم نے ہرجان دار شے کو پانی سے پیدا کیا‘‘ (الأنبیاء:۳۰)کرۂ ارض کی تمام مخلوقات کی زندگی کا دار ومدار پانی پر ہے۔

جدیدمیڈیکل سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر جسمِ انسانی میں پانی کی مطلوبہ مقدار میں کمی واقع ہو جائے تو انسانی زندگی خطرے سے دو چار ہوجاتی ہے۔ پانی ایک ایسا مادہ ہے جو تینوں حالتوں؛ ٹھوس (برف) مائع (پانی) اور گیس یعنی بخارات کی شکل میں پایا جاتا ہے۔پاکیزہ ،صاف اور شفاف پانی ہمارے جسم سے مضر اور آلودہ مادوں کو براستہ بول و براز اور پسینہ خارج کرکے ہماری تندرستی میں معاون ہوتا ہے۔ غیر شفاف اور آلودہ پانی کئی ایک امراض جیسے ٹائیفائیڈ، ہیضہ، پیچش، اسہال، قبض، بد ہضمی

اور پیٹ کی خطرناک بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔ اگر چہ پانی میں بظاہر کوئی قابلِ ذکر غذائیت نہیں پائی جاتی تاہم یہ غذا کو ہضم کرنے اور جسم میں خون کی روانی بحال رکھنے میں ایک لازمی اور بنیادی غذائی جزو مانا جاتا ہے۔

پانی کے طبی فوائد:- پانی مزاج کے لحاظ سے سرد ترہے۔ یہ پیاس بجھاتا ہے اور بے ہوشی، تھکاوٹ، ہچکی، قے اور قبض کے امراض کو دور کرنے میں کام آتا ہے۔ یرقان اور پیشاب کی جلن میں مفید ہے۔ بدنِ انسانی سے فاضل مادوں کو پیشاب اور پسینے کے راستے خارج کرتا ہے۔ خون کو گاڑھا ہونے سے بچاتا اور نظامِ دورانِ خون کی کار کردگی کو بحال اور رواں رکھنے میں انتہائی اہم کردار کا حامل ہے۔

پانی جلدی خلیات کو تازگی مہیا کر کے جلد کو ملائم، نرم اور خوب صورت بناتا ہے۔ خون کو تازہ آکسیجن کی فراہمی کے ذریعے چہرے کو شگفتگی بخشتا ہے۔ یہ اپنی سردی اور تری کی بہ دولت انسانی جسم کی حدت وحرارت کو اعتدال پر رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ غذا کو رقیق بنا کر ہضم ہونے میں مدد دیتا ہے۔ خاص کر زمزم کے پانی کی فضیلت بھی ہے اور کثیر فوائد بھی مشتے نمونہ از خروارے آپ بھی چند فوائد ملاحظہ فرمائیں:

(۱) آب زمزم سبھی پانی کا سردار ہے اور سب سے زیادہ شرف وقدر کا حامل بھی۔ پانی خواہ کسی بھی نوع کا ہو وہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ اللہ تعالی کی ان عظیم نعمتوں میں سے ہے جس سے تمام جاندار سیر اب ہوتے

ہیں اور ان کی حیات بھی اسی پر موقوف ہے لیکن آب زم زم کی شان کچھ الگ ہی ہے کیونکہ اس سے نہ صرف یہ کہ پیاس بجھایا جاتا ہے بلکہ بے شمار بیماریوں سے شفا یابی بھی ہوتی اور بطورِ غذا بھی استعمال ہوا ہے۔

آبِ زم زم کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہماسے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ» "روئے زمین پر بہترین پانی آبِ زم زم ہے"۔(السلسلۃ الصحیحۃ: ١٠٥٦)

آبِ زم زم کی افادیت و تاثیر

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ» (سنن ابن ماجہ رقم: ٣٠٦٢) "جس نیک مقصد کے لیے آب زم زم پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے"۔

آبِ زمزم اور عبداللہ بن مبارک کے جذباتِ عظیم

سوید بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کو دیکھا ، آپ زمزم کے کنویں پر آئے اور برتن بھر کر قبلہ رخ ہوئے پھر فرمایا : اے اللہ ! بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ وَهُوَ ذَا أَشْرَبُ هَذَا لِعَطَشِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ»(شعب الایمان رقم: ٤١٢٨، تاریخ دمشق ٢٩٩/٨)

زمزم کا پانی جس نیک مقصد کے لیے پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے اور میں اس مقصد کے لیے پی رہا ہوں کہ قیامت کے دن کی پیاس سے محفوظ رہوں۔

آبِ زمزم اور سفیان بن عیینہ

امام حمیدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سفیان بن عیینہ-رحمہ اللہ- کی خدمت میں حاضر تھے۔انہوں نے ہم سے زمزم کی فضیلت میں یہ حدیث بیان کی: «مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ» جس نیک مقصد کے لیے آب زم زم پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔یہ حدیث سن کر مجلس میں سے ایک آدمی اٹھ کر گیا اور تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور عرض کیا:

«یا أبا محمد ! أليس الحديث بصحيح الذي حدثنا به في زمزم أنه لما شرب له» (ابو محمد! آپ نے جو حدیث بیان کی کہ زمزم کے پانی کو جس مقصد سے پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے،کیا یہ حدیث صحیح نہیں ہے؟)

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ہاں ! یہ حدیث صحیح ہے۔اس نے کہا: «إني قد شربت الآن دلوا من زمزم علي أن تحدثني بمأة حديث» (ابھی میں نے زمزم کا ایک ڈول پیا ہے اور دل میں نیت یہ رکھی کہ آپ مجھے سو حدیثیں سنائیں گے۔(لیکن میرا مقصد تو پورا نہیں ہوا)

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے کہا: بیٹھو میں تمہاری مراد پوری کرتا ہوں، چنانچہ آپ نے اسی وقت ایک سو حدیثیں بیان کر دیں اور وہ آدمی خوش ہو کر روانہ ہوا۔(الاذکیاء لابن جوزی ص/ ۱۳۸)

آبِ زمزم کے تعلق سے میرا اپنا ذاتی تجربہ

یہ کوئی ۱۹۹۵ء کی بات ہو گی، خاکسار ہیچمداں جموں و کشمیر کے ضلع ڈوڈہ میں ایک تعلیمی ادارے (مرکز تعالیم القرآن و السنۃ ،ناچلانہ)میں تدریس کا فریضہ انجام دے رہا تھا، اسی اثنا علاقہ کے ایک متمول و متدین شخص جناب الحاج عبد الرشید (جو جناب ڈاکٹر عبد اللطیف الکندی -ناظم اعلی صوبائی جمعیت اہل حدیث جموں کشمیر - کے والد بزرگوار ہیں، ان دنوں آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں پی ایچ ڈی کر رہے تھے) کے یہاں مدعو ہوا، حاجی صاحب کے یہاں زمزم کا پانی موجود تھا، آپ نے زمزم کا پانی دیا اور مجھ سے فرمایا: ''اس نیت سے پانی پیجئے کہ اللہ آپ کو بھی مدینہ منورہ بلالے، اور جامعہ میں داخلہ کرادے''، میرا رب جانتا ہے کہ مجھے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں پڑھنے کی کس قدر شدید خواہش تھی، اور میں نے اس کے لئے کیسے کیسے اور کتنے جتن کئے ،اور بھلا کونسا ایسا طالب علم ہو گا ،جسے مدینہ یونیورسیٹی میں داخلے کی خواہش و تمنا نہ ہو گی، چنانچہ پانی ملتے ہی وفورِ شوق میں میں کھڑا ہوا، دعا کی ، مدینے میں داخلے کی نیت کی اور پانی پیا، اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے میرا داخلہ مدینہ یونیورسیٹی میں کروادیا،فللہ الحمد و المنة و الشکر لہ أولا

و آخراً (اب تو جناب حاجی عبد الرشید صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے، اللہ ان پر رحم و کرم کی برکھا برسائے، اور جنت الفردوس میں داخل فرمائے)

آبِ زم زم میں شفا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ «خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيهِ طَعَامٌ مِنَ الطُّعْمِ وَشِفَاءٌ مِنَ السُّقْمِ» ”روئے زمین پر بہترین پانی آبِ زم زم ہے،اس میں کھانے کی قوت اور بیماری سے شفا ہے“۔(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۱۰۵۶)

آبِ زمزم سے شفا کے تعلق سے خاکسار کا ذاتی تجربہ:

یہ کوئی ۱۹۹۴-۱۹۹۳ء کی بات ہو گی کہ میں فیلیپا کی بیماری میں مبتلا ہو گیا، والد محترم -رحمہ اللہ- اس وقت بقید حیات تھے، دوڑے بھاگے جناب ڈاکٹر نصیر الدین العمری -حفظہ اللہ- کے یہاں لے گئے (ڈاکٹر صاحب ایک منجھے ہوئے ماہر معالج کی حیثیت سے علاقے میں اپنی خاص پہچان رکھتے ہیں) چنانچہ علاج و معالجہ ہوا، اور میں -بحمدہ تعالی- ٹھیک ٹھاک ہو گیا، اسی درمیان سر میں کافی درد رہنے لگا، جب حصولِ تعلیم کے لئے ۱۹۹۶ء میں خاکسار کی منظوری مدینہ منورہ سے آئی، وہاں داخلہ سے بہرہ مند ہوا، اور اللہ کی توفیق اور مہربانی سے جب اپنے صنم کدۂ ہند سے روانہ ہونے لگا تو استاذ گرامی حضرت مولانا عبد الستار صاحب اثری -رحمہ اللہ- نے فرمایا: ”آپ اب وہاں جا رہے ہیں، جہاں جانے کے لئے لوگ مرغِ بسمل کی طرح تڑپتے ہیں، جایئے، زمزم کا پانی خوب پیجئے، کوئی بھی بیماری باقی نہیں رہے گی، ان

شاء اللہ، اللہ گواہ ہے، استاذِ محترم کی بات دل میں گھر کر گئی، آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اور جب مدینہ منورہ پہنچا، تو اللہ کی طرف سے ایسا انتظام ہوا کہ سب سے پہلے مسجدِ نبوی کی زیارت نصیب ہوئی، چنانچہ سامانِ سفر (اٹیچی وغیرہ) مسجد کے باہر رکھا (واضح ہو کہ راستے میں ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے بتایا تھا کہ آپ جہاں چاہیں، مسجدِ نبوی کے باہر کہیں بھی سامان رکھ دیں، کوئی نہیں اٹھائے گا (کیوں کہ اٹیچی وغیرہ بھاری سامان مسجد کے اندر نہیں لے جاسکتے) چنانچہ اللہ پر توکل کیا اور باہر ہی سامان رکھ دیا) مسجدِ نبوی کے پرانے حصے میں پہنچا، ادھر ادھر جھانکا، سامنے ہی سبز قالینیں بچھی نظر آئیں، سمجھ گیا کہ یہی روضہ ہو گا، روضہ میں دو رکعت نماز ادا کی، استاذِ محترم کی بات یاد آئی، زمزم کا پانی خوب شکم سیر ہو کر پیا، دعائیں کی، شفا کے لئے اللہ سے التجا کی، اور الحمد للہ آہستہ آہستہ ساری بیماریاں رفو چکر ہو گئیں، اور پھر -بحمدہ تعالی- جامعہ کے ۵ سالہ دور میں کبھی زمزم کے علاوہ کوئی پانی نہیں پیا، **اور پھر کبھی کوئی درد محسوس نہیں کیا**، فالحمد لله أولاً و آخراً، ظاهراً وباطناً۔

آبِ زم زم سے بخار کا علاج

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ «انَّ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوهَا بِمَاءِ زَمْزَمَ» (مسند احمد رقم: ۲٦۴۹، التعلیقات الحسان

للألباني: ۲۰۳۶) ”بخار کی شدت جہنم کی گرمی کی وجہ سے ہے اسے زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو“۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کا ذاتی تجربہ

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «وَلَقَدْ مَرَّ بِي وَقْتٌ بِمَكَّةَ سَقِمْتُ فِيهِ وَفَقَدْتُ الطَّبِيبَ وَالدَّوَاءَ، فَكُنْتُ أَتَعَالَجُ بِهَا، آخُذُ شَرْبَةً مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ، وَأَقْرَؤُهَا عَلَيْهَا مِرَارًا، ثُمَّ أَشْرَبُهُ، فَوَجَدْتُ بِذَلِكَ الْبُرْءَ التَّامَّ، ثُمَّ صِرْتُ أَعْتَمِدُ ذَلِكَ عِنْدَ كَثِيرٍ مِنَ الْأَوْجَاعِ، فَأَنْتَفِعُ بِهَا غَايَةَ الانتفاع» .”مجھ پر مکہ مکرمہ میں ایسا وقت بھی آیا جب میں بیمار پڑا تو نہ طبیب میسر آیا نہ کوئی دوا، میں فاتحہ کے ساتھ اپنا علاج کرتا۔ میں زمزم کا ایک گھونٹ لیتا اور اس پر کئی مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھتا اور اسے پی لیتا۔ مجھےاس کے ذریعے مکمل صحت حاصل ہوئی۔ پھر میرا یہ معمول بن گیا کہ میں بہت سارے امراض و تکالیف میں اسی (سورہ فاتحہ و زمزم) پر اعتماد کیا کرتا اور اللہ کے فضل سے مجھے غایت درجہ فائدہ حاصل ہوتا“۔(الطب النبوي لابن القيم ۱۳۲/۱)

پروفیسر عبدالجبار شاکر-رحمہ اللہ- کا ذاتی تجربہ

عالم اسلام کی عظیم شخصیت پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمہ اللہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

مجھے اپنی جوانی کے دنوں میں فم معدہ میں شدید تیزابیت کی شکایت رہی۔ بیس سال تک مختلف نوعیت کے معالجوں سے معدے کے اس السر کا کوئی کامیاب علاج نہ ہو سکا۔ ۱۹۹۰ء میں میرے اس السر سے خون رسنے لگا، جس سے کمزوری اپنی آخری حدود کو چھونے لگی۔ اسی عالم میں مجھے اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۹۹۱ء میں حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی میں اخلاص نیت سے زمزم کے پانی کو جس قدر پی سکتا تھا، خوب پیا، مسنون دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اپنے رب کریم سے شفایابی کے لیے لرزتے ہوئے ہونٹوں سے شفایابی کے لیے دعائیں مانگیں۔ الحمد للہ کہ اس روز سے آج تک پندرہ سال گذر چکے ہیں۔ پھر کبھی اس تکلیف کا اعادہ نہیں ہوا۔ (آب زمزم غذا دوا، طبعہ نشریات، ص: ۱۵)

زمزم ایک غذا

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ «كنا نسميها شُباعة يعني زمزم وكنا نجدها نِعْمَ العونُ على العيالِ» (صحیح الترغیب رقم: ۱۱۶۳) ''ہم زمزم کو شباعہ (پیٹ بھرنے والا) کے نام سے یاد کرتے تھے اور اہل عیال کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے یہ ہمارے لیے بڑا مددگار ثابت ہوتا تھا''۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے تیس دن تک زمزم پر گزارا کیا

حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں جب مکہ آیا تو ایک شخص سے پوچھا: وہ شخص کہاں ہے جس کو تم صابی (بے دین) کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا: یہ صابی ہے (جب تو صابی کا پوچھتا ہے) یہ سن کر تمام وادی والوں نے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر حملہ کر دیا، یہاں تک کہ میں بیہوش ہو کر گر پڑا۔

جب میں ہوش میں آ کر اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گویا میں لال بت ہوں (یعنی سرسے پیر تک خون سے سرخ ہوں)۔ پھر میں زمزم کے پاس آیا اور میں نے سب خون دھویا اور زمزم کا پانی پیا۔ پس اے میرے بھتیجے! میں وہاں تیس راتیں یا تیس دن رہا اور میرے پاس سوائے زمزم کے پانی کے کوئی کھانا نہ تھا (جب بھوک لگتی تو میں اسی کو پیتا)۔ پھر میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کی بٹیں (موٹاپے سے) جھک گئیں اور میں نے اپنے کلیجہ میں بھوک کی ناتوانی نہیں پائی۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، یہاں تک کہ حجراسود کو بوسہ دیا اور اپنے ساتھی کے ساتھ طواف کیا اور نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھ چکے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اول میں نے ہی سلام کی سنت ادا کی اور کہا: السلام علیکم یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: وعلیک ورحمۃ اللہ پھر پوچھا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: قبیلہ غفار کا ایک شخص ہوں۔

آپ ﷺ نے ہاتھ جھکایا اور اپنی انگلیاں پیشانی پر رکھیں،میں نے اپنے دل میں کہا: شاید آپ ﷺ کو یہ کہنا برا معلوم ہوا کہ میں (قبیلہ) غفار میں سے ہوں۔ میں آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑنے کو لپکا لیکن آپ ﷺ کے ساتھی (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ)نے جو مجھ سے زیادہ آپ ﷺ کا حال جانتے تھے مجھے روکا، پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا: تو یہاں کب آیا؟ میں نے عرض کیا: میں یہاں تیس رات یا تیس دن سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کھانا کون کھلاتا ہے؟ میں نے کہا: کھانا وغیرہ کچھ نہیں سوائے زمزم کے پانی کے۔ پھر میں موٹا ہوگیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کے بٹ مڑ گئے اور میں اپنے کلیجہ میں بھوک کی ناتوانی نہیں پاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَاطَعَامُ طُعْمٍ» ”زمزم کا پانی برکت والا ہےاور وہ کھانا بھی ہےاور کھانے کی طرح پیٹ بھر دیتا ہے“۔ (مسلم رقم: ۲۴۷۳)

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: «وأخبرني أنه ربما بقي عليه أربعين يوماً وكان له قوة يجامع بها أهله ويصوم ويطوف مراراً» ”مجھے ایک شخص نے خبر دی کی کبھی کبھی وہ چالیس چالیس دن تک آب زمزم پر گزارا کرتا تھا، پھر بھی اس میں اتنی طاقت ہوتی کہ وہ بیوی سے ہم بستری کرتا،روزے رکھتا اور کئی مرتبہ طواف کرتا“(زاد المعاد: ۳۱۹/۴)

(۸)توبہ واستغفار

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری خطائیں، گناہ، غلطیاں، خامیاں' اور خرابیاں اس قدر فزوں تر ہیں کہ اللہ رب کریم نے نت نئی بیماریوں میں ہمیں مبتلا کر دیا ہے، اس لئے ہمارے اوپر ضروری ہے کہ ہم اللہ کے حضور ہم اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائیں، کیوں کہ آنسو دل کی زبان ہوا کرتے ہیں، اور یہ آنسو اللہ سے وہ سب کچھ منوا لیتے ہیں، جس کی تمنا دلِ انسان کرتا ہے۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چُن لیے ❖ قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

یہ آنسو ذریعۂ اظہارِ بندگی بھی ہیں کہ بندہ اپنے رب کے حضور مقبول ہو جائے۔ سراپا گناہوں میں ڈوبا ہوا وجود توبہ کے مقدس آنسوؤں کی وجہ سے پاکیزگی کے اتھاہ سکون کی وادیوں میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ آنسوؤں کے موتی دربارِ خداوندی میں مقبول ہو جائیں تو بندہ بندگی کے اعلیٰ ترین مدارج پر فائز ہو کر مقبول ہو جاتا ہے، اللہ تعالی کا یہ بندہ تنہائی میں اللہ کے حضور گڑ گڑا کر معافی مانگتا ہے اور آنسوؤں سے اپنی ندامت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالی کو گناہگار بندہ کی ادا اس قدر پسند آتی ہے کہ وہ اپنی ''غفار الذنوب'' والی صفت کے ساتھ بندہ کی توبہ قبول فرماتا ہے، اور وہ سب کچھ عنایت فرماتا ہے جو بندہ چاہتا ہے، پھر یہ ہوتا ہے کہ یہ آنسو بندہ کی آنکھ میں قطرہ نہیں موتی بن جاتے ہیں۔ لعل و گہر سے بھی زیادہ قیمتی موتی، دل ایک گہرا سمندر بن جاتا ہے اور پشیمانی و ندامت کے یہ آنسو موتی بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالی انہیں محفوظ کر لیتا ہے۔ وہ ضائع نہیں کئے جاتے، اور پھر جو کچھ بندہ اپنے ربِ کریم

سے مانگتا ہے،اللہ ضرور دیتا ہے ،لہذا ایسے وقت میں جبکہ پورا عالم کراہ رہا ہے،سسک رہاہے،بلک رہاہے،خون کے آنسو رورہاہے،سارے جہاں میں ہاہاکار مچاہوا ہے،ضرورت اس بات کی ہے کہ بندہ اپنے رب کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہو، اپنے گناہوں کی معافی تلافی کرواکر اس کی رحم وکرم اور فضل ومہربانی کا بہ صد الحاح واصرار سوال کرے،بیشک اللہ سننے والا قبول کرنے والا ہے'جب تک توبہ و استغفار کا التزام و اہتمام اس امت میں باقی ہے'بلائیں نہیں آسکتی ہیں'اور اگر آئیں بھی تو ہلاکتیں نہیں ہو سکتیں'ان شاء اللہ۔

(۹)عجوہ کھجور کا استعمال

عجوہ کھجور بھی تکلیف دہ بلاؤں کو ٹالنے کے لئے کافی ہے ،چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:«مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً، لَمْ يَضرَّهُ فِي ذَلِكَ اليَوْمِ سُمٌّ وَلا سِحْرٌ». (بخاری رقم:۵۴۴۵،مسلم رقم:۲۰۴۷) "جو شخص ہر روز صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیا کرے،اس دن اسے زہر اور جادو ضرر نہ پہنچاسکے گا"۔
- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «إنَّ في العَجْوَةِ العاليةِ شفاءً، أو إنها تِرْياقٌ، أولَ البَكْرَةِ» (مسلم رقم:۲۰۴۸) "عالیہ کی عجوہ کھجوروں میں شفاء

ہے اور وہ زہر وغیرہ کے لئے تریاق کی خاصیت رکھتی ہیں، جب کہ اس کو دن کے ابتدائی حصہ میں یعنی نہار منہ کھایا جائے"۔

- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «العجوَةُ منَ الجنَّةِ ، وفيها شِفاءٌ منَ السُّمِّ. والكمَأَةُ منَ المنِّ وماؤُها شِفاءٌ للعينِ» (صحیح ترمذی رقم:۲۰٦٦) "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"عجوہ جنت کی کھجور ہے اور اس میں زہر سے شفاء ہے اور کمأۃ (کھنبی) من (کی ایک قسم) اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے"۔
- نیز نبی ﷺ نے فرمایا «مَنْ اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّه سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ ذٰلِكَ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ»۔(بخاری رقم:۵۷٦۸) "جس نے ہر صبح چند عجوہ کھجوریں کھالیں اسے رات تک کوئی زہر اور نہ کوئی جادو نقصان پہنچائے گا"معلوم ہوا کہ عجوہ کھجور کا کورونا جیسے امراض کے لئے انتہائی مفید اور نفع بخش ہے۔

(۱۰)صدقہ وخیرات:

یقینا صدقہ و خیرات بلائیں، مصیبتیں، پریشانیاں اور آنے والی وباؤں کے ٹالنے کا سبب ہیں، صدقہ و خیرات کرنے سے تقدیریں بھی ٹل جاتی ہیں، صدقہ و خیرات کرنا ہر مرض کا علاج ودوا ہے، چاہے وہ کسی قسم کی بیماری ہو، قلبی، جسمانی، روحانی، یا کوئی اور ،اور نبی کریم ﷺ نے صدقہ و خیرات کرکے اپنے مرض کو زائل اور

دور کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: «دَاوُوا مَرضاكُمْ بِالصَّدقةِ» (صحیح الجامع رقم:۳۳۵۸) "اس لئے بندۂ مومن کو صدقہ و خیرات کرتے رہنا چاہئے"، اس یقینِ کامل کے ساتھ کہ صدقہ خیرات، اللہ کی راہ میں انفاق وعطا سے ہر قسم کے امراض واوجاع کا خاتمہ ممکن ہے 'صدقہ و خیرات کے فوائد و ثمرات کا تذکرہ کرتے ہوئے ابن القیم فرماتے ہیں :،،بلاؤں کے ازالے 'نظر بد کے خاتمے اور حسد کے مٹانے کے لئے صدقہ و خیرات میں عجیب تاثیر ہے (بدائع الفوائد ۲/۲۳۴) نیز آں رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "مرض کا سب سے عظیم (بہتر) علاج نیکیاں کرنا، احسان کرنا، ذکر دعا کرنا، گریہ وزاری کرنا 'اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرنا، اور اللہ سے توبہ کرنا ہے، اور ان امور کا بیماریوں کے خاتمے اور شفایابی میں بے تحاشہ تاثیر ہے" (زاد المعاد:۴/۱۳۲)

(۱۱) کھانے پینے کے برتن کو ڈھانک لینا۔

شریعتِ مطہرہ کے محاسن میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اس بات کی خصوصی تاکید کرتی ہے کہ رات میں کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانک لیا جائے، تاکہ (دیگر فوائد کے علاوہ) وبائی امراض کا سد باب ہوسکے، جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: «غطوا الإناء، وأوكوا السقاء، فإن في السنة ليلة ينزل فيها وباء لا يمر بإناء ليس عليه غطاء ، أو سقاء ليس عليه وكاء ، إلا نزل فيه من ذلك الوباء» (مسلم رقم:۵۳۷۴) اپنے برتنوں کو ڈھانک کر رکھا

کرو، مشکیزے کا منہ باندھ دو، کیوں کہ سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبائیں پھیلتی ہیں ،جس برتن میں ڈھکن نہیں ہوتا یا مشکیزہ بندھا نہیں ہوتا تو اس میں وہ وبا داخل ہو جاتی ہے

(۱۲) راتوں میں قیام کا اہتمام:-

وباؤں سے بچنے ،ان سے چھٹکارا پانے کا ایک ذریعہ (بلکہ عظیم ذریعہ) یہ بھی ہے کہ راتوں میں قیام اللیل (نماز ،تلاوتِ قرآن کریم ،ذکر و اذکار) کا اہتمام کیا جائے ، کیوں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے کا فرمان ہے: «عليكم بقيام اللّيل فإنه دَأْبُ الصالحين قبلَكُم وقُربَةٌ إلى ربِّكم ،و تكفيرٌ للسيئات ومطردةٌ للداء عن الجسد» (ترمذی رقم:۳۵۴۹،ابن خزیمہ رقم:۱۱۳۵،شرح السنۃ للبغوی رقم:۹۲۲،تمام المنۃ رقم:۲۴۴) ’’تم قیام اللیل کو لازم پکڑو، کیوں کہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کو عادت ہے،اور تمہارے رب کی قربت کا ذریعہ ہے، گناہوں کے کفارے کے سبب بھی ہے،اور جسم سے بیماریوں کے دور بھگانے کا سبب بھی ہے‘‘۔

یہ چند حفاظتی تدابیر ہیں، ان کے علاوہ بھی شریعتِ مطہرہ نے بہت ساری حفاظتی تدابیر بتلائی ہیں، جن سے بندۂ مومن اپنے نفس کا بچاؤ کر سکتا ہے،اور ہر قسم کے امراض سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

رب کریم سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں ہر قسم کی آفات و بلیلات سے محفوظ رکھے،امتِ مسلمہ کے ساتھ خیر کا معاملہ فرمائے،اور آئی ہوئی مصیبت کو ٹال دے،انہ ولی ذلک والقادر علیہ

وحرّر فی :۔۱۷/۷/۱۴۴۱ھ مطابق ۱۲/۳/۲۰۲۰ء

بوقت: ۱۱:۰۰ صبح(طائف،سعودی عرب)

***